اکیسواں نعتیہ مجموعہ

نصابِ غلامی

محمد

ریاض حسین چودھری رحمۃ اللہ علیہ

ریسرچ سینٹر

بسم الله الرحمن الرحیم

نصاب غلامی

اے خدا!

مَیں تجھ سے تیرے حبیب ﷺ کی نعت کا صلہ مانگتا ہوں

وہ یہ کہ

مجھے لحد میں بھی گوشۂ مدحت عطا کر اور نصابِ غلامی بعد حشر بھی میرے سامنے کھلا رہے

نصابِ غلامی

(اِکیسواں نعتیہ مجموعہ)

(اِشاعت بعد اَز وصال)

ریاضؔ حسین چودھری رحمۃ اللہ علیہ

نعت ریسرچ سنٹر

B-306، بلاک 14، گلستانِ جوہر، کراچی
موبائل نمبر: 0332-2668266
sabeehrehmani@gmail.com
www.sabih-rehmani.com

نعت ریسرچ سینٹر

ہمارا نصب العین ! نعتیہ ادب کا فروغ

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ

کتاب : نصابِ غلامی

شاعر : ریاض حسین چودھریؒ

ترتیب وتدوین : شیخ عبد العزیز دباغ

کمپوزِنگ : محمد یامین، محمد نعیم

اشاعت : ستمبر 2021

تعداد : 500

صفحات : 264

قیمت : 700

شائع کردہ

B-306، بلاک 14، گلستانِ جوہر، کراچی۔

ISBN: 978-969-8918-67-5

مؤذنِ رسولؐ

سیّدنا حضرت بلال رضی اللہ عنہ

کے نام

طوق ہو اُنؐ کی غلامی کا گلے میں پہلے
پھر اگر چاہوں تو دنیا کی امامت کر لوں

ترتیب

اظہاریہ

نئے نصابِ نعت کی تشکیل و تزئین — کاشف عمران — 15

دل کو کیا ہے مَیں نے مدینہ سرِقلم : محمد حسنین مدثر — 23

حمدِ ربِّ جلیل

ازل سے لاکھ ورق پر خدا خدا لکھوں — 33

دعائے آخرِ شب

خلاؤں میں خداوندا! کھلی آب و ہوا دے دے — 35

خدا کا نام لیتا ہوں میں ہر اک کام سے پہلے — 37

ربطِ غلامی

خلعتِ انوار میں سمٹے دعاؤں کا سفر — 39

آپ کے الطاف و رحمت کی نہیں کوئی حدود — 42

کرم کے پھول دامن میں لئے حرفِ دعا اٹھے — 44

تو اپنے آپ کو تصویرِ التجا کرنا — 46

مدینے میں فقیروں کی صدائیں سانس لیتی ہیں — 49

گلِ نعت شام و سحر ڈھونڈتے ہیں — 51

جن کو ابھی ہے جانا سرکار کے نگر میں	54
عمر بھر مہکا رہے شہرِ قلم کا رتجگا	56

سہ نعتیہ

آنکھیں بچھا دو اپنی سرکارؐ کی گلی ہے	59

شہدِ ثنا

دامنِ شہرِ قلم میں رقص کرتا ہے خیال	63
نبیؐ جی ، خلدِ طیبہ کی ہواؤں میں مجھے رکھنا	65
مضامیں نعت نو کے باوضو آئیں گے ذہنوں میں	68
آپ کی چوکھٹ ہے آقا آنسوؤں کے سامنے	70
کلی شاخِ قلم پر اپنے لب کھولے، ثنا لکھوں	72
کھولو کتاب عشقِ رسالت مآبؐ کی	76
سرِ مکتب قلم کے پھول مہکیں گے، مرے آقاؐ	78
یارب! غلام شاہ کے دربار میں رہے	80
میرے ہر لفظ میں جلتے رہیں آنسو پیہم	82
زمیں پر پھول مدحت کے لئے عمرِ رواں اتری	84
دیارِ ہجر میں پل بھر ہمارا جی نہیں لگتا	87
اِک خوفِ انحطاط ہے، خوفِ زوال ہے	89
خون میں ڈوبے ہوئے ہیں آج بھی شام وسحر	91

اپنا ہی نقشِ پا ہوں میں، آقا ﷺ کرم کریں	93
اترے ہیں لب پہ چاند ستارے، حضور جی	96
کیفِ ثنا میں جھومئے شہرِ حضور ﷺ میں	99
پیغامِ انقلاب ہے ہستی رسول ﷺ کی	101
سرکار ﷺ کی تہذیب و ثقافت کی طلب ہے	103
اے شہرِ خنک تیرے گلی کوچوں میں گم ہیں	105
درِ عطا پہ کھڑا ہوں، عطا کریں گے حضور ﷺ	107
وسیلہ آپ کا ہے، یا نبیؐ، شامل دعاؤں میں	109
روشنی ہی روشنی ہے حرفِ قرآنِ حضور	112
خوش بخت اُنؐ کی زلفِ سیہ کے اسیر ہیں	115
ہر ذرے کی تزئین ستاروں سے ہوئی ہے	118
شام و سحر ثنائے امیرِ اممؐ کریں	121
آپ کے در کی دربانیاں چھوڑ کر، میں کہاں جاؤں گا، میں کہاں جاؤں گا	123
ہو عطا سرکارؐ کے قدمین کا صدقہ مجھے	126
لائے ہیں رنگ آج بھی میری دعا کے پھول	128
آنکھیں چھلک پڑیں مرے در پر کھڑے کھڑے	130
لوحِ جاں پر مَیں رقم حرفِ صداقت کر لوں	132
بستی میں خوب ابرِ کرم کی لگے جھڑی	134

سرِ مقتل، غلامو! نعرۂ تکبیر بن جانا 137
زر کی تمازتوں کے مہ و سال پر نظر 139
جس نے قلم دیا ہے اسی کو حساب دیں 142
ہر مکاں بھی، ہر زماں بھی آپ ﷺ کے سائے میں ہے 144
ہر اک مکیں کے، اشکِ مؤدت کریں وصول 146
محفل سجی ہوئی ہے ثنائے رسول ﷺ کی 148
غبارِ شب میں ہے، یا مصطفیٰ ﷺ، سحر میری 150
کلکِ مدحت ہے مری، حرفِ دعا کی صورت 152
دست بستہ یوں تو ہے کب سے عجم کی روشنی 155
ہر ایک آئینے میں مدینے کا عکس ہو 157
نوکِ قلم پہ اسمِ نبی ہے لکھا ہوا 159
سرکار ﷺ کی توصیف کے اخبار لکھے ہیں 161
کوئی نسبت نہ رکھتے شعر طیبہ سے اگر میرے 163
سجا رہتا ہے آنکھوں میں مری شہرِ منور بھی 165
جوارِ کلکِ مدحت میں دھنک جذبوں کی اتری ہے 167
طالب کرم کا ہوں مرے آقا ﷺ، کرم کرم 169
یا محمد مصطفیٰ، چشمِ کرم، چشم کرم 171
صدیوں سے مقفل ہے ماضی کی درخشانی 174

حضوری کی بہار سرمدی میں ہو سحر میری	177
شہرِ آقا ﷺ میں خدایا آب و دانہ چاہیے	179
قافلہ اترے کبھی، آقا ﷺ کے قدموں کی طرف	181
موسمِ سبز شاخوں پہ اترا جھوم کر نعت کی دل کشی کا	185
حاصل ہر اک بشر کو دعا ہے حضور ﷺ کی	187
خود کو ورق پہ شاعرِ ختم الرسل لکھوں	189
گم مدحتِ نبی ﷺ میں ہے نطق و بیاں ترا	191
کتنی طویل ہے یہ شبِ قریۂ جہول	193
سرکار سے جو مانگا ہے وہ پاؤں گا مَیں بھی	195
طوافِ گنبد خضرا مدام کرتی ہے	197
دروازہ وا ہوا ہے مقدر کا آج بھی	199
روشن مثال آپ ﷺ کی ام الکتاب ہے	200
مری حیات کا عنوان ہی بدل جائے	202
امت کے مقدر کا گردش میں ستارا ہے	204
حرفِ دعا کی خیر ہو بادِ صبا کی خیر	206
بیان حمد، سر شب، مرے خدا ہو گی	208
لبِ تشنہ پہ صبح و شام حرفِ التجا بھی ہے	210

اللہ سے حضوری کی ہر وقت دعا مانگو	211
ہر طرف اک حلقۂ میرِ امم آباد ہے	213
بہت افسردہ ہیں شام وسحر بھی یارسول اللہ	215
کب فسانوں میں ہیں، کب گمانوں میں ہیں	218
مثلِ انجم ضیاء دے مجھے بھی، سیدھا رستہ دکھا دے مجھے بھی	220
مدحتوں کے قریۂ مہتاب میں رہتا ہوں مَیں	221
میں نعت مرسلِ آخر کے سائباں میں رہوں	223
نبیؐ کے رابطے سے ہے خدا سے رابطہ باقی	225
خورشیدِ آرزو کو فروزاں کیا کرو	228
ذکر کرتا ہی رہوں گا سیدِ ابرار کا	230
ارض وسما میں آج بھی ہے گلفشاں کوئی	232
منصب ہے مجھ کو اُنؐ کی ثنا کا ملا ہوا	235
نہیں ہرگز نہیں شبِ خیزیاں یہ بے اثر میری	238
قلم بن کے کدی سجدے گذاراں یارسول اللہ	240
اب کیا علاج ہوگا مرض کا طبیب سے	241
رقصاں ہے موجِ نور دل و جاں میں رات دن	243
بختِ خفتہ کو آقاﷺ جگا دیجئے، میری بگڑی ہوئی کو بنا دیجئے	244
لوٹ کر میری نوائے مختصر آجائے گی	245

لوح و قلم کا سوئے حرم کارواں چلے	246
تھا نقیبِ شب مگر اب حلقۂ اسود میں ہوں	247
سایہ ہے رحمتوں کے علَم کا صدف صدف	248
اترا ہے شب میں نور کا زینہ سرِ قلم	249
دل کے افق پہ اسمِ نبی پرفشاں ہوا	251
یہ بھی جہاں انہی ﷺ کا وہ بھی جہاں انہیؐ کا	253
اس سے بڑھ کر اور کیا ہو خوش نصیبی ہمسفر	256
آقا حضور ﷺ میرے سالارِ زندگی ہیں	258
رنگ، خوشبو، پھول، شبنم، روشنی سب دل نشین	261
کرم کے موسم خوش رنگ ہیں اسم گرامی میں	263

مرے ہر لفظ کی معراج ہے اُنؐ کی ثنا کرنا
یہی میرے قلم کی ابتدا بھی، انتہا بھی ہے

نئے نصاب نعت کی تشکیل و تزئین

(نصاب غلامی)

اکیسویں صدی نعت کی صدی ہے۔ معاصر ناقدین نعت اِس بات پر متفق ہیں کہ پچھلے بیس برس میں حمد و نعت کا کام اس تواتر اور معیار کے ساتھ ہوتا رہا ہے کہ موجودہ صدی یقیناً حمد و نعت کی صدی ہوگی۔ غزل کے علائم و استعارات کو نعت میں نہایت مشاقی سے برتا جارہا ہے۔ نظم کی ہیئت میں نعت کا فروغ بھی اِس بات کی شہادت ہے کہ نعت گو شعراء سرکارِ دو عالم حضرت محمد ﷺ کے عشق کے بیان میں اظہار کے نئے قرینوں کی دریافت کررہے ہیں اور یہ سلسلہ مسلسل جاری ہے۔ نعت میں تقدیس، عجز اور احترام کے ساتھ تخلیقی وفور کو پیش کرنے کے لیے نئے استعارات، علائم اور تشبیہات کا ظہور ہو رہا ہے۔

معاصر ناقدین نعت کے اس بیان ''اکیسویں صدی نعت کی صدی ہے'' کو سامنے رکھا جائے تو ہمیں اِس بات پر بھی غور کرنا ہوگا کہ پچھلے بیس برس میں حمد و نعت کے اِس گلشن نو شگفتہ کی تشکیل و تزئین کے لیے بیسویں صدی کے وہ کون سے نمایاں شعراء ہیں جنھوں نے اِس کھیتی کی کاشت میں اپنا حصہ ملایا۔ قیام پاکستان کے بعد بہزاد لکھنوی، ضیاء القادری، ماہرالقادری، بشیرحسین ناظم، شمس مینائی، اسد ملتانی، عبدالعزیز خالد، عارف عبدالمتین، حافظ مظہر الدین، نعیم صدیقی، مظفر وارثی، آسی ضیائی، حفیظ تائب، احمد ندیم قاسمی، شورش کاشمیری، اعظم چشتی، راجہ رشید محمود، عاصی کرنالی، ہلال جعفری، کرم حیدری، انعام اسعدی، قمر رومینی، صبیح رحمانی اور ڈاکٹر ریاض مجید جیسے عظیم شعرائے نعت نے اپنی شاعرانہ صلاحیتوں اور عشقِ رسول ﷺ کے جذبے کی مدد سے حمد و نعت کے اسلوب میں

وسعت پیدا کی۔ ان بزرگ شعراء کی کاوشیں ہمیں عہدِ موجود کی نعتیہ تخلیقات اور تنقیدی شعور میں نمایاں نظر آتی ہیں۔

بیسویں صدی کے ساتویں اور آٹھویں عشرے میں نعتیہ افق پر نمودار ہونے والے شعراء کرام میں ریاض حسین چودھری کا نام ایک مخصوص نعتیہ اسلوب اور تخلیقی وفور کے باعث نمایاں ہوا۔ وہ نعت کی تخلیق کے حوالے سے ایک سمندر تھے۔ اپنی زندگی میں انہوں نے ہزاروں اشعار کہے اور اُن کے زیادہ تر اشعار شائع ہوکر ناقدین فن سے داد وصول کر چکے ہیں۔

آغاز میں غزل بھی کہتے تھے اور خوب کہتے تھے تاہم وفورِ عشقِ رسول ﷺ کے زیر اثر خود کو حمد و نعت کے لیے وقف کر دیا۔

میں تو کیا سوچیں بھی میری دست بستہ ہیں ریاضؔ
جب بھی سوچوں گا نبی ﷺ کی نعت ہی سوچوں گا میں

ریاض حسین چودھری نعت کے بحرِ بیکراں تھے۔ اُن کے 20 مجموعہ ہائے حمد و نعت اشاعت پذیر ہو چکے ہیں جن میں بیشتر کو اعزازات سے بھی نوازا جا چکا ہے۔ اِن میں سے تیرہ (13) مجموعہ ہائے نعت ان کی زندگی میں شائع ہوئے جبکہ باقی مجموعہ ہائے حمد و نعت بعد از مرگ اشاعت پذیر ہوئے۔

ریاض حسین چودھری کی نعتیہ شاعری ایک عاشقِ صادق کی شاعری ہے جس میں کلاسیکی نعتیہ روایت کے سبھی مضامین موجود ہیں۔ استعارات و تشبیہات سے مزین کلام کی تاثیر انہیں اپنے ہمعصر شعراء میں منفرد و ممتاز بناتی ہے۔ اُن کے نعتیہ مجموعے ''نصابِ غلامی'' میں علامت کی تشکیل پر مشتمل نعتیہ اشعار بھی ملتے ہیں۔

برگد کے بوڑھے پیڑ پر تخلیقِ حرفِ نو
آقا ﷺ! کبھی ہماری بھی چوپال پر نظر

برگد اور چوپال اس خوبصورت نعتیہ شعر میں استعاراتی کائنات سے باہر علامت کی تشکیل کرتے نظر آتے ہیں۔ استعارے سے علامت تک کا یہ سفر اُن کی مشاقی اور فنِ نعت پر اُن کے عبور کی نشاندہی کرتا ہے۔ اُن کے کلام میں موضوعات کا تنوع بھی نظر آتا ہے اور ہنر کاری (Craft) کی خوبصورتی بھی:

یہ مدینہ کی ہوائے سبز ہے ورنہ، ریاض
کون طیبہ کے در و دیوار پر لکھتا مجھے

کشیدہ کاریوں میں آج بھی مصروف ہیں آنکھیں
قصیدہ اُن کا اشکوں سے لکھوں گا شام سے پہلے

معروف بحور اور قوافی و ردائف کو اُنہوں نے اپنی شعوری کوشش سے ایک ایسی تصویر میں تبدیل کردیا جس میں رنگوں کا غیر روایتی استعمال ہوا ہو۔ عجز و نیاز اور سرور و کیف کے ساتھ زندگی کی بے معنویت کو درِ رسول ﷺ سے معنی کا حسن دینے کا رجحان اُن کی نعتیہ شاعری کو معاصر نعت میں ایک نیا زاویہ فکر عطا کرتا ہے۔ اُن کے ہاں نعت کسی شعوری کوشش سے انجام دیا جانے والا عمل محسوس نہیں ہوتا بلکہ ہر مصرع خوشبو کی طرح موجِ صبا پر رقص کرتا ہوا محسوس ہوتا ہے۔

خورشید، چاند، پھول، افق سب ہیں آپ ﷺ کے
خوشبو، دھنک، گلاب، صبا ہے حضور ﷺ کی

جناب ریاض حسین چودھری کا کلام قاری کو ایک ایسی دنیا میں لے جاتا ہے جہاں سچائی، خیر اور حُسن کا احساس ساری فضا کو معطر کیے رہتا ہے۔ ریاض چودھری کے ہاں بھی ہر بڑے شاعر کی طرح شعری تجسیم کا عمل شعور اور لاشعور کے درمیان ہوتا ہے۔ اگر شاعری کے فن کو دیکھا جائے تو یہ وہ تخلیقی عمل ہے جہاں شاعر کا شعور، لاشعور سے معانقہ کرتا ہے، گویا شاعری نیند اور بیداری کے درمیان کے کسی لمحے کی تخلیقی واردات ہوتی ہے۔ نعت کی شاعری میں اس تخلیقی واردات کے دوران عجز و احترام، اخلاص، وارفتگی شوق، احساس کم مائیگی، گناہوں پر شرمساری، مدینہ میں حاضر ہونے کی خواہش، ہجر اور آپ ﷺ کے روضے سے دوری کا احساس بھی، تخلیق کے دوران شعور سے لاشعور کے درمیان سفر کرتے ہیں۔ اِس ساری کیفیت میں خبر، خبر نہیں رہتی اور نظر بصارتوں سے باہر کی کسی ان دیکھی دنیا کے حال جاننا شروع ہوجاتی ہے۔ کم مائیگی کا احساس شعر میں کیسے ڈھلتا ہے۔ منظر دیکھیں

اوراقِ زندگانی کے نیچے یہیں کہیں
مبہم سا حاشیہ ہوں میں آقا ﷺ کرم کریں
عفو و عطا کے سرخ گلابوں سے بھر گیا
مجھ سے گناہ گار کا دفتر کھڑے کھڑے

ریاض حسین چودھری فکری سطح پر ’’نعت برائے ادب‘‘ کے بجائے ’’نعت برائے زندگی‘‘ اور ’’نعت برائے بخشش‘‘ کے قائل تھے۔ اُن کے زیرِ نظر مجموعہ نعت ’’نصاب غلامی‘‘ میں اُن کا تخلیقی شعور آخر آخر دو بڑے احساسات کے زیرِ اثر نظر آتا ہے۔ تمام مضامین لگ بھگ انہی دو بڑے موضوعات سے اخذ کئے گئے ہیں۔ پہلا احساس لمبے سفر پر روانگی سے پہلے زادِ راہ کو باندھنے اور اس سفر کے پہلے پڑاوَ کے لیے آقا کریم سرکارِ دو عالم ﷺ سے

مدد طلب کرنا ہے۔ یہ احساس اُن کے نعتیہ اشعار سے اُن کے قارئین تک پہنچتا محسوس ہوتا ہے۔ اِس احساس کے تحت وہ کچھ اس انداز میں اپنے آقا ﷺ سے مدد طلب کرتے نظر آتے ہیں۔

خلد طیبہ کے مقدس خواب میں رہتا ہوں میں — خلد طیبہ میں کھلے گی آنکھ میری ایک دن

ہر سلسلہ ہے شہر نبی سے ملا ہوا — ہر روشنی ہے نورِ محمد ﷺ کی خوشہ چیں

بعد از حیات ذکر شہ مر سلاں چلے — مہکے مری لحد بھی درود و سلام سے

سر پہ لہراتی ہوئی میں بجلیوں کی زد میں ہوں — ذوقِ مدحت تُو مجھے لے چل مدینے کی طرف

وقت رخصت کا ہے سر پہ آیا ہوا جانکنی کا بھی عالم ہے چھایا ہوا

بند ہونے لگی ہے مری چشمِ تریا نبی ﷺ اپنا جلوہ دکھا دیجئے

دوسرا بڑا موضوع امت کے اجتماعی احساس کو تصویر کرتا نظر آتا ہے۔ وہ امت کی اجتماعی بداعمالیوں اور گناہوں کے باعث پیدا شدہ موجودہ صورت احوال کو استغاثے کی صورت میں سرکار ﷺ کے سامنے رکھتے اور اعانت طلب کرتے نظر آتے ہیں۔ وہ عالمی استعماری طاقتوں کے دیرینہ ہتھکنڈوں پر نظر رکھے ہوئے ہیں اور اُس پر امت کو جگانے کا فریضہ بھی سرانجام دے رہے ہیں۔ یوں کہا جاسکتا ہے کہ اُن کی نعت کا اجتماعی پیکر فکرِ اقبال کی ترویج کرتا نظر آتا ہے۔ معاصر نعت میں اس طرح کا تخلیقی وفور اور عالمی استعماری قوتوں کے ہتھکنڈوں کو پہچاننے اور اُس پر بلند بانگ اظہار اُن کی دین مبین سے محبت کو ظاہر کرتا ہے اور اِس حالتِ زار پر سرکار ﷺ سے نظرکرم کی درخواست کرنا اُن کا شافعِ محشر سرور دین ﷺ پر یقین کا اظہار بھی کرتا ہے۔

تاریخ کی بے داغ عدالت میں یقیناً
ہر جرمِ ضعیفی کی سزا ہم کو ملی ہے

میں زندہ حقائق سے چراتا رہا نظریں
محرومی کی دلدل میں مری نسل کھڑی ہے

ادھورے جسم لے کر دربدر پھرتے رہیں کب تک
بٹے پھر عافیت کا رزق بستی کے گداؤں میں

غلامی کی ردائے زر بدن پر اوڑھ کر نکلیں
غلامانِ پیمبر میں نہیں یہ حوصلہ باقی

امت کو کب سے اپنے تشخص کی ہے تلاش
لیکن اُسے ملا نہیں اپنا نشاں کوئی

ریاض حسین چودھری اپنے مجموعہ نعت ''نصاب غلامی'' میں ایک مصلح اور مبلغ کی صورت میں نمایاں ہوتے نظر آتے ہیں۔ وہ حالی، اقبال اور ظفر علی خان کے تتبع میں امت کے ایک دیدہ بینا کے طور پر دینِ برحق اور پیغمبر اسلام ﷺ کے خلاف عالمی سیاسی کھلاڑیوں کی نام نہاد چالوں کو نہ صرف دیکھ رہے ہیں بلکہ اپنے مخصوص مناجاتی لہجے میں اسے سرکار دو عالم ﷺ کے سامنے پیش بھی کررہے ہیں۔ ''نصاب غلامی'' کی تمام نعتیہ شاعری اِن دو بڑے احساسات سے متصف ہے اور باقی موضوعات کے تمام جھرنے اِن

دو بڑی آبشاروں سے پھوٹتے ہوئے محسوس ہوتے ہیں۔

ریاض حسین چودھری جو نصاب حمد و نعت مرتب کرنا چاہتے تھے اور جس کے واضح اشارے اُن کی زیرِ نظر نعتیہ تخلیقات میں موجود ہیں وہ ''نعت برائے آخرت'' کے ساتھ ساتھ ''نعت برائے زندگی'' کو فروغ دینے کی کاوش ہے۔ یہ نعتیہ کاوشیں انہیں ایک حساس شاعر کے ساتھ ایک ایسا باعمل بصیرت افروز مسلمان بھی ثابت کرتی ہیں جو اپنی عمر کے آخری حصے میں اپنے دیدہ بینا سے اُن تمام مناظر کو دیکھ رہا ہے اور پیرانہ سالی کے باوجود پوری قوت سے اُن منفی قوتوں کو للکارنے کی کوشش بھی کر رہا ہے۔

جھوٹے خُداؤں کا ہے تسلط زمین پر
آدم کی نسل آج بھی زیرِ عتاب ہے

امت مسلمہ کی بداعمالیاں اور ارتقائے حالات انہیں یہ اجتماعی مسئلہ موت و حیات ممدوح خدا سرور کائنات ﷺ کے سامنے رکھنے کا شعور دیتے ہیں۔ یوں وہ اپنی اجتماعی بے بسی اپنے حضور ﷺ کے سامنے پیش کر کے سرخرو ہو جاتے ہیں۔

آج بھی چاروں طرف خنجر بکف ہیں لشکری
گھر کا گھر جلنے لگا، چشم کرم، چشم کرم
ہم زندہ مسائل کی آغوش میں زندہ ہیں
کرتوت ہیں ابلیسی، اعمال ہیں شیطانی

''نصابِ غلامی'' کی نعتیہ تخلیقات سرکار دو عالم کی سیرت سے بھی متصف ہیں اور امت کے اجتماعی نوحے سے بھی۔ یہ رخصت ہوتے ہوئے ایک عاشق صادق کا اپنے

سرکار ﷺ کے حضور نذرانہ عشق و محبت ہے جسے پڑھنے اور سمجھنے کے لیے بصارتوں کے ساتھ بصیرتوں کا ہونا بھی ضروری ہے۔

ہر عہد کا جواز ہیں آقائے محتشم
ہر دور کا نصاب ہے ہستی رسول ﷺ کی

کاشف عرفان

اسلام آباد
۱۵ستمبر ۲۰۲۱ء

دل کو کیا ہے مَیں نے مدینہ سرِ قلم

نصاب غلامی ریاض حسین چودھریؒ کے نعتیہ کلام کا اکیسواں مجموعہ ہے۔ یوں تو ان کے سارے مجموعہ ہائے نعت رسولِ محتشمؐ کی غلامی کا نصاب ہیں ؛ توصیف و ستائش، درود و سلام، ازل سے ابد تک پھیلا ہوا جہانِ نعت، جوارِ گنبدِ خضرا میں خوشبوؤں کی کیف پرور رم جھم اور تخلیقِ نعت کی مہذب ساعتوں کا ذکر ہر شعری مجموعے میں بھرپور انداز میں ملتا ہے ۔ بیس مجموعہ ہائے نعت تخلیق کرنے کے بعد اس مجموعے کو انھوں نے نام ہی نصاب غلامی کا دیا ہے۔ یہاں وہ خود آگہی کے تجربے سے گذرتے ہیں اور اپنے شعور نعت اور تخلیقی عمل کے دوران طاری ہو جانے والی پر نور کیفیات کی ہیئت کو ٹٹولنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اپنے شعر کی شہرِ خنک سے نسبت کی بنیاد پر وہ اپنی زندگی کے حوالوں کو معتبر جانتے ہیں:

کوئی نسبت نہ رکھتے شعر طیبہ سے اگر میرے
کہاں ہوتے حوالے زندگی کے معتبر میرے
طشتِ سخن میں بھیجے ہیں اشعار کے گلاب
شہرِ کرم سے آج بھی ہے رابطہ ہوا

اس سلسلے میں بادِ صبا اور مدینے کی ہواؤں کا کردار خصوصیت کا حامل ہے، ان سے وہ بارگاہِ رسالت میں حاضری کے آداب سیکھتے ہیں اس سے قطع نظر کہ صبا اور مدینے کی ہوائیں ان کے کلام کی زندہ اور ان کے جہانِ معانی کو محیط علامات میں سے ہیں:

صبا اسمِ محمدؐ لکھ رہی ہے لوحِ مدحت پر
ادب کے دائرے میں رہ کے دل دھڑکے، ثنا لکھوں

ریاض آداب سیکھو باادب چلتی ہواؤں سے
چراغِ التجا روشن رکھو طیبہ کی گلیوں میں

ریاض ان ہواؤں کے مزاج شناس بھی ہیں اور انہیں اپنے اور گنبدِ خضرا کے درمیان نامہ بر گردانتے ہیں:

مَیں جانتا ہوں بادِ صبا کے مزاج کو
طشتِ ادب میں رکھے گی میری صدا کے پھول
کئی دن سے صبا اور خوشبوئیں واپس نہیں لوٹیں
کہیں رستے میں رک جاتے ہیں شاید نامہ بر میرے
دستِ بادِ صبا پر دھرے ہیں، آنسوؤں کے دیے چشمِ تر نے
جھک رہی ہیں ہوائیں ادب سے، کیا مقدر ہے نامہ بری کا

صبا انہیں مضامینِ توصیف بھی فراہم کرتی ہے:

وادیِ توصیف میں کھلتے ہیں افکارِ جدید
پھول لاتی ہے مری بزمِ تصوّر میں صبا

ریاض کی اپنی ایک دنیا ہے جس کا ادراک صرف انہی کو ہے۔وہ اس دنیا میں ازل سے قیام پذیر ہیں:

خاک میری ہے ازل سے کہکشاں کی ہمسفر
شہرِ جاں میں بھی فضائے محترم آباد ہے
یا قلم کی سجدہ گاہِ شوق ہے منزل مری
یا ازل سے عشق کی محراب میں رہتا ہوں مَیں

یہ سجدہ گاہ شوق ہی ان کے عشق کی محراب ہے جس میں وہ ازل سے محوِ نعت ہیں۔ازل کا تذکرہ اور ابد تک نعت نگاری کی تمنا ان کے پورے کلام میں چراغاں کئے ہوئے ہے۔ غلامیٔ رسولؐ پر وہ نازاں وفرحاں ہیں اور اس اعزاز پر وہ رب کریم کا شکر بجا لاتے ہیں۔ یہی غلام ان کے سر کا تاج ہے۔

اب آرزو ریاضؔ کروں بھی تو کیا کروں
صد شکر میں غلامِ شہِ مرسلاںؐ ہوا
تُو اپنے آپؐ کو تصویرِ التجا کرنا
وفورِ ربطِ غلامی کی انتہا کرنا
ایک اک لفظ کے سر پر ہے غلامی کی ردا
دستِ شاعر ہے پر و بالِ ہُما کی صورت
درِ سرکار پر میں گفتگو کرتا ہوں اشکوں سے
غلامی کے ہزاروں رنگ ہیں میری غلامی میں

اسی غلامی کے فروغ کو وہ اپنا اصل منصب سمجھتے ہیں۔ یہی غلامی ان کے عشق کا پیرہن ہے جس کے لئے انہیں قلم عطا ہوا ہے۔ غلامی اعلائے کلمتہ الحق ہے اور اس میدان میں غلاموں کے لئے صراطِ مستقیم اسوۂ شبیر ہے۔ یہی جنابِ ریاض کا نصابِ غلامی ہے جسے وہ عشقِ نبیؐ کا نصاب بھی کہہ رہے ہیں:

جس نے قلم دیا ہے اُسی کو حساب دیں
ہم عہدِ نو کو عشقِ نبیؐ کا نصاب دیں
ہر عہد کا جواز ہیں آقائے محتشمؐ
ہر دور کا نصاب ہے ہستی رسولؐ کی

سرِ مقتل، غلامو! نعرۂ تکبیر بن جانا
پڑے سچ بولنا تو اسوۂ شبیر بن جانا

یہ غلامی رسول محض امت مسلمہ یا عالم انسانیت تک محدود نہیں بلکہ کائنات میں ہر سو یہی موسم جاری و ساری ہے۔ جب یہ طوقِ غلامی نصیب ہو جائے تو دنیا کی امامت کا خواب شرمندۂ تعبیر ہوسکتا ہے:

کل بھی تھا اُنؐ کی غلامی ہی کا موسم ہر سو
دست بستہ ہیں کھڑے آج بھی دونوں عالَم
طوق ہو اُنؐ کی غلامی کا گلے میں پہلے
پھر اگر چاہوں تو دنیا کی امامت کر لوں

ازل سے شہرِ قلم کے باسی، جنابِ ریاض، جنہیں شاعرِ رسولؐ ہونے کا مقام حاصل ہے اور جو برملا کہتے ہیں: جب بھی سوچوں گا نبیؐ کی نعت ہی سوچوں گا مَیں، تخلیقِ شعر کے ایک سرمدی نورانی عمل میں ملفوف رہتے ہیں۔ یہ ہر شاعر کے بس میں نہیں ہوتا کہ وہ اپنے شعر کی تخلیق کے مادی، غیر مادی، نفسی، روحانی اور سری پہلوؤں کو محسوس کر کے اسے شعری لغت کے حوالے کرسکیں۔ ریاض کی تخلیقی وسعت نظری اور کمال فن کی داد دینا پڑتی ہے کہ وہ الفاظ کے ظاہر و باطن کو اپنے وجدان میں محسوس کر کے اپنے استعاروں اور رعائیتوں کی مدد سے اپنی رواں بحروں اور جامعیت شناس ردائف وقوافی کے پیرہن میں پیش کرسکیں؛ نصاب غلامی میں اس کی کئی مثالیں ملتی ہیں۔ دیکھیں وہ تخلیقِ شعر کے لئے کیا کچھ کرتے ہیں؛ اگر کوئی اور بھی یہ سب کر لے تو وہ ریاض حسین چودھریؒ سے کہیں آگے کا شاعر ہے:

پہلے سمیٹ لیں سرِ شب خوشبوئیں تمام
کلکِ ثنا کو پھر تر و تازہ گلاب دیں

نغمگی تخلیق ہوتی ہے پسِ حرف و صدا
مطربو! ہر نعت کی مضراب میں رہتا ہوں مَیں

لپٹی ہوئی ہیں ایک اک مصرعے سے خوشبوئیں
کس کا ہے نام خلدِ سخن میں کھِلا ہوا

جب روح میں اسمِ محتشم کی شگفتگی مہک اٹھتی ہے تو مصرعوں سے خوشبوئیں لپٹ جاتی ہیں اور نعت ہو جاتی ہے۔مگر اس کے لئے نعت کے مضراب میں رہنا پڑتا ہے تا کہ پسِ حرف وصدا نغمگی تخلیق ہو سکے، پھر وہ اس کا راز اگل دیتے ہیں:

دامنِ شہرِ قلم میں رقص کرتا ہے خیال
پھر ابھرتا ہے ورق پر نعت کا حسن و جمال

نعت ہے اُنؐ کی محبت کے سمندر کا خروش
نعت ہے عشقِ نبیؐ کی انتہاؤں کا سفر

چھڑا ہے ذکر سرِ بزمِ آرزو اُنؐ کا
لغت کا حسنِ بلاغت مچل مچل جائے

مدینے کے سفر کا خوشبوؤں نے ذکر کیا چھیڑا
شگفتہ پھول شاخوں پر ادب سے مسکرا اٹھّے

ہر پھول مہکنے کا ہنر آپؐ سے سیکھے
اربابِ چمن نقشِ کفِ پا سے بنے ہیں

ریاض کا یہ مجموعۂ نعت ایسے کئی اشعار کا خزینہ ہے جو ان کے افتخارِ غلامی کے نور سے روشن ہیں۔ انہیں حُبِ نبیؐ میں مقامِ حضوری عطا ہوا ہے ۔جب یہ غلامِ شہِ حجاز مدحت سرا ہو

جاتے ہیں تو ان کے اشک رواں سرِ قلم جگمگانے لگتے ہیں اور قلم محوِ ستایش ہو جاتا ہے۔ ریاض نے یہ مضامین اپنے سارے کلام میں موضوع بنائے ہیں۔ اپنے اس تجربے کو نصابِ غلامی میں وہ اس طرح بیان کرتے ہیں:

اترا ہے شب میں نور کا زینہ سرِ قلم
لَو دے اٹھا ہے دل کا نگینہ سرِ قلم
باندھے ہوئے ہے ہاتھ لغت احترام سے
کیا خوب ہے سلیقہ، قرینہ سرِ قلم
خیرالوریٰ کے دامنِ رحمت کو دیکھ کر
رقصاں ہوا جبیں کا پسینہ سرِ قلم
مدحت سرا ہوا ہے غلامِ شہِ حجازؐ
سمٹے گا آنسوؤں کا خزینہ سرِ قلم
الفاظ کیوں طواف نہ کرنے لگیں ریاضؔ
دل کو کیا ہے مَیں نے مدینہ سرِ قلم

دل کے افق پہ اسمِ نبیؐ پرفشاں ہوا
میرا قلم، ریاضؔ، مرا ہمزباں ہوا

کرتی ہے رقص خوشبو ہر نعتِ مصطفیٰؐ میں
کلکِ ثنا ادب سے ہر وقت جھومتی ہے

نعت لکھتے لکھتے جوارِ گنبدِ خضرا کی فضاؤں میں تخیل کی پرواز کے ساتھ اور مدینے کی ہواؤں سے سرگوشیاں کرتے کرتے ریاض کے دل میں معاً اپنے پیارے وطن کی محبت جاگ اٹھتی

ہے۔ وطن کی محبت اور امت مسلمہ کے مصائب کا دکھ ان کے دل کی گہرائیوں میں ہر وقت موجود رہتے ہیں:

ہر لمحہ زلزلوں کا ہدف ہے مرا وطن
لمحوں میں بٹ گیا ہوں مَیں، آقاؐ کرم کریں

پرچمِ ارضِ وطن پر اے مرے اچھے خدا
چاند تارا جگمگائے دین کی اقدار کا

ختم ہو جائے گا پسپائی کا ہر موسم، ریاضؔ
میرے ہاتھوں پر لکھا جائے گا حرفِ ارتقا

لگی ہے آگ ہر بستی کے کھلیانوں میں برسوں سے
میں پاکستان سے لایا ہوں اشکوں کے سمندر بھی

خدائے ارض و سماوات اِس وطن کی خیر
جسے میں پھول، دھنک، روشنی، صبا لکھّوں

عالم اسلام میں کشمیر وفلسطین میں حقوق آزادی کی پائمالی کو بھی ریاض برداشت نہیں کرتے اور کشمیری اور فلسطینی مسلمانوں کے مصائب دیکھ کر ان کا دل خون کے آنسو روتا ہے۔ نعت لکھتے لکھتے اس دردِ دل کو بھی وہ نوکِ قلم پر لے آتے ہیں:

خون میں ڈوبے ہوئے ہیں آج بھی شام و سحر
یا محمدؐ! اہلِ کشمیر و فلسطیں پر نظر

دخترِ کشمیر کے آنچل میں کیا کلیاں کھلیں
چھاؤں کیا بانٹیں گے یہ جلتے ہوئے میرے شجر

کب افق پہ مہرِ آزادی طلوع ہوگا، حضورؐ
ختم ہوگا کربلا میں کب اندھیروں کا سفر

امت مسلمہ کے آلام و مصائب اور کسمپرسی کو دیکھ کر ان کا قلم ہیجانی کیفیت میں مبتلا ہو جاتا ہے اور آپ بر ملا امت کی ہوس زر کو اس کے زوال کا موجب گردانتے ہیں:

امت ہوس کدوں کی بنی رزقِ ناتمام
محرابِ زر میں کرتی ہے سجدے، حضور جیؐ

جہاں وہ اپنے وطن پاکستان، کشمیر و فلسطین اور امت کو نہیں بھولتے وہاں وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ وہ نعت میں اپنے ذاتی دکھوں کو موضوع بناتے ہیں:

مَیں نعت نگاری کے دامن میں بھی رکھتا ہوں
دکھ اپنے قبیلے کے، ہر ذاتی پریشانی
اپنے ہی دکھ سمیٹتا رہتا ہوں نعت میں
مجھ کو ملی ہے حرفِ تسلی کی چاندنی

ریاض اپنی لحد سے کبھی فراموش نہیں ہوتے۔ سوتے جاگتے بھی وہ اس خیال میں مگن رہتے ہیں کہ لحد اور عالم برزخ میں وہ اپنے قلمدان کے ساتھ ہوں گے اور صلِّ علیٰ کا موسم وہاں بھی عطر بیز ہو گا۔ اپنے کلام میں جگہ جگہ وہ اس تمنا کا اظہار کرتے نہیں تھکتے کہ قبر میں بھی نعت نگاری کا نور ان پر ترشحات کی پھوار جاری رکھے گا:

کچھ اس قدر ہے خلدِ مدینہ سے دوستی
پیشِ نظر لحد میں بھی ہے روضۂ رسولؐ
مہکے مری لحد بھی درود و سلام سے

بعد از حیات ذکرِ شہ مرسلاںؐ چلے
ابد تلک مرے ہونٹوں پہ پھول مہکیں گے
لحد میں ساتھ مرے نعتِ مصطفیٰؐ ہو گی
مرے حضورؐ کے شاعر کی قبر ٹھنڈی ہو
مَیں روزِ حشر بھی تائبؔ کے کارواں میں رہوں

یہ ہیں وہ چند پہلو جو ریاض کے نصابِ غلامی کے انوار کا درجہ رکھتے ہیں ۔ موضوعات کا تنوع اور اظہار کی تازگی ریاض کے اسلوب شعریت کی پہچان ہیں ۔ وہ اپنی مخصوص شعری لغت میں تشبیہات و استعارات اور لفظی رعایتوں کے استعمال سے بھر پور نعت لکھتے ہیں جب کہ ان کی نعت کا کینوس رحمت دو عالم کی شان رحمت کے توسل سے پوری کائنات کو محیط ہے۔ ان کے اشعار، ان الفاظ اور ان اجالوں سے ترتیب پاتے ہیں جن کا طلوع شہر خنک کے طمانیت افروز موسموں سے ہوتا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

جن کے ہاتھوں پہ گلابِ نعت ہیں لکھے ہوئے
سارے موسم، ہیچ ہیں اُن موسموں کے سامنے
سجا رہتا ہے آنکھوں میں مری، شہرِ منور بھی
اجالا ہی اجالا ہے مرے لفظوں کے اندر بھی
مرے ہر لفظ کی معراج ہے اُنؐ کی ثنا کرنا
یہی میرے قلم کی ابتدا بھی، انتہا بھی ہے

محمد حسنین مدثر

برگد کے بوڑھے پیڑ پہ تخلیقِ حرفِ نو
آ تا کبھی ہماری بھی چوپال پر نظر

حمدِ ربِ جلیل

ازل سے لاکھ ورق پر خدا خدا لکھّوں
مری بساط ہی کیا ہے، تری ثنا لکھّوں

تو ہی تو کرتا ہے تعمیر میرے لہجے کی
غبارِ ذہن میں گم ہوں تجھے میں کیا لکھّوں

حروفِ حمد و ستائش سجا کے ہونٹوں پر
تجھے سجودِ ملائک کا مدعا لکھّوں

مجھے نواز تُو پھر بھی کرم کی رم جھم سے
کبھی نہ لب پہ اگر حرفِ التجا لکھّوں

ردا کرم کی ہوائیں بھی ڈال دیں مجھ پر
حریرِ عجز کے آنچل پہ جب اَنا لکھوں

ترا ہی نام رواں ہے ہوا کے ہونٹوں پر

تجھے شکستہ دلوں کا میں آسرا لکھّوں
جمال و حسنِ مراسم کے آبگینوں پر
خدا کرے نہ کوئی لفظ ناروا لکھّوں

ڈبو رہے ہیں سفینے بھنور کے سینے میں
مرے خدا میں یہاں کس کو ناخدا لکھّوں

سخن بہت ہی فروتر ہے تیری ہستی سے
اگر کسی بھی بلندی کی انتہا لکھّوں

مرے سخن کی اکائی کو دے بقا یارب
میں لامکاں کی بلندی پہ یاخدا، لکھّوں

خدائے ارض و سماوات اِس وطن کی خیر
جسے میں پھول، دھنک، روشنی، صبا لکھّوں

مرے خدا مجھے توفیق یہ عطا کر دے
کہ بعدِ مرگ بھی سرکارؐ کی ثنا لکھّوں

قلم بھی ٹوٹ کے سجدے میں گر پڑا ہے ریاضؔ
میں چشمِ تر سے کتابِ زرِ دعا لکھّوں

دعائے آخرِ شب

خلاؤں میں خداوندا! کھلی آب و ہوا دے دے
مرے بچوں کو اڑنے کے لئے بالِ ہما دے دے

درودِ مصطفیؐ پڑھتے ہوئے برسے جو طیبہ میں
مری فصلوں کو بھی خوش بخت وہ کالی گھٹا دے دے

ہر اک آنگن میں اتریں چاند راتیں روشنی لے کر
خزانے اپنی رحمت کے سرِ شام دعا دے دے

ملیں آسانیاں ہر ہر قدم پر تیرے بندوں کو
زمیں کے ایک اک خطے کو موسم دلربا دے دے

سجا ہر اک دریچے میں نئے سورج کی کرنوں کو
مری بستی سے تاریکی کو حکمِ انخلا دے دے

عطا کر مجھ کو سنگت شہرِ طیبہ کے مکینوں کی
مجھے حُبِّ رسولِ محتشم کی انتہا دے دے

مری اکھڑی ہوئی سانسوں کا بھی چارہ کوئی یارب!
بدن زخموں سے چھلنی ہے اِسے خاکِ شفا دے دے

نمو کی خواہشیں زیرِ زمیں اشکوں میں ڈوبی ہیں
زمیں کے تشنہ ہونٹوں کو حروفِ التجا دے دے

کہاں جائیں چمن سے کر کے ہجرت تتلیاں مولا!
برہنہ سر، جلی کلیوں کو خوشبو کی ردا دے دے

مہذّب ساعتوں سے ہمکلامی کا شرف دے کر
بھٹکتے قافلوں کو مصطفیٰؐ کے نقشِ پا دے دے

فصیلِ علم پر فرمودگی کے کب تلک سائے
چمن زارِ قلم کو حرفِ تازہ کی قبا دے دے

اسے میں دفن کر دوں کا گذر گاہِ مدینہ میں
مرے مولا! مجھے واپس مری جھوٹی اَنا دے دے

ملے مدحت نگاری کے نئے اسلوب کا موسم
ریاضؔ بے نوا کو لفظ سارے لب کشا دے دے

خدا کا نام لیتا ہوں میں ہر اک کام سے پہلے
درودِ پاک پڑھتا ہوں نبیؐ کے نام سے پہلے

کشیدہ کاریوں میں آج بھی مصروف ہیں آنکھیں
قصیدہ اُنؐ کا اشکوں سے لکھوں گا شام سے پہلے

قلم جھک کر بجا آداب لائے میرے آقاؐ کے
ادب کی تختیوں پر، آپؐ کے پیغام سے پہلے

کرم اُنؐ کا ہے ہر مخلوق پر سایہ فگن لوگو!
مرے سرکارؐ آئیں گے مرے انجام سے پہلے

مرے ساقی! میں تشنہ لب ہوں صدیوں سے سرِ محفل
مدینے کی دعا دینا مجھے بھی جام سے پہلے

قبیلے کے قبیلے کو اُنہیںؐ کے در پہ رہنا ہے
مرا بھی فیصلہ سن لو صلائے عام سے پہلے

امیرِ شہر سے کہنا سند لا دے مدینے سے
چکائے قرض میرا بھی، قلم کے دام سے پہلے

وہی تخلیقِ اوّل ہیں خدائے عرشِ اعظم کی
وہی ہیں آخری مرسلؐ، شبِ الہام سے پہلے

کتابوں میں غلامی کے یہی آداب لکھّے ہیں
میں حاضر ہوں، نبی جیؐ، آپؐ کے احکام سے پہلے

خدا کا فضل برسے گا تمہاری خشک کھیتی پر
پکارو یا رسول اللہؐ کسی اقدام سے پہلے

تشخّص اُنؐ کی امت کا سرِ شب بیچنے والو!
اثاثہ قیمتی ہے، سوچنا، نیلام سے پہلے

ریاضؔ اپنی ہتھیلی پر چراغِ دل سجایا ہے
اجالا اُنؐ کا ہوتا ہے مرے اوہام سے پہلے

❀❀❀

خلعتِ انوار میں سمٹے دعاؤں کا سفر

آب جُو پر روک دے تشنہ ہواؤں کا سفر
یاخدا! جاری ہے میری کربلاؤں کا سفر

درگذر میری خطاؤں سے، الٰہی، درگذر
ہے تلاشِ مغفرت ہی میں خطاؤں کا سفر

یاخدا! اپنے کرم کا ہی مجھے محتاج رکھ
بعدِ محشر بھی رہے تیری عطاؤں کا سفر

پیاس کی ماری ہوئی بنجر زمینوں کی طرف
یاخدا! ہو مستقل کالی گھٹاؤں کا سفر

لفظ ہونٹوں پر دعا بن کر ہیں کب سے ملتجی
اُنؐ کے صدقے میں ملے شبھ کامناؤں کا سفر

ہر طرف بارود کی چادر بچھی ہے، یاخدا!
ہوگا کب ممکن فضا میں فاختاؤں کا سفر

روح کا، یارب! پرندہ مضطرب ہے آج بھی
لکھ مری قسمت میں طیبہ کی فضاؤں کا سفر

نعت ہے اُنؐ کی محبت کے سمندر کا خروش
نعت ہے عشقِ نبیؐ کی انتہاؤں کا سفر

نقشِ پا روشن ہیں ہر سو سیّدِ لولاکؐ کے
فرض ہے ہم پر مسلمانو! خلاؤں کا سفر

عجز کی ٹھنڈی ہوا میں سانس لے ہر آدمی
اس زمیں سے ختم ہو جھوٹی اَناؤں کا سفر

ہر کسی انساں کو دے، یارب! شعورِ بندگی
میرے اندر بھی رہے تیری رضاؤں کا سفر

ہر طرف ہے ہچکیاں لیتی ہوئی زخمی ہوا
راستوں پر ہے چڑیلوں کی صداؤں کا سفر

یاخدا! ڈوبی ہوئی ہیں کشتیاں جن میں ہزار
مجھ کو بھی درپیش ہے اُن تنگناؤں کا سفر

واپسی پر تیری رحمت کے ملیں لاکھوں چراغ
ختم ہر گز ہو نہ میری التجاؤں کا سفر

مَیں ریاضؔ خوشنوا، یارب! مصّلے پر رہوں
خلعتِ انوار میں سمٹے دعاؤں کا سفر

❁❁❁

❁

آپؐ کے الطاف و رحمت کی نہیں کوئی حدود
آپؐ کی ذاتِ مقدّس پر کروڑوں ہوں درود

آپؐ کے صدقے میں ہے آباد ہر بزمِ حیات
آپؐ کے نقشِ کفِ پا سے ستاروں کی نمود

زندگی مرہونِ منت آپؐ کی ہے، یانبیؐ
آپؐ کے قدموں کی ہے خیرات انسانی وجود

میرے آنگن میں کِھلیں ہر پل حضوری کے گلاب
آپؐ کے قاصد کا آقاؐ، ہو کسی دن پھر ورود

رات دن گرداب میں ہے کشتیِ اُمّت حضورؐ
کتنی ہی صدیوں سے ہیں مصروف سازش میں یہود

آج بھی کفّار و مشرک پتھروں کے ہیں غلام
آج بھی ڈوبے ہوئے ہیں بت پرستی میں ہنود

کب سے ہے ٹھہرا ہوا نیلے سمندر کا خروش
کب سے طاری ہے ہوا کے قافلوں پر بھی جمود

آپؐ کا احسان ہے سارے زمانوں پر حضورؐ
آپؐ کا ممنون ہے ہر اک جہانِ ہست و بود

نسلِ آدم کو تحمل کی ملے چادر، حضورؐ
آج کے انساں پہ ہوں نافذ شریعت کی قیود

کیا یہی انجام ہوگا سرکشی کا، یانبیؐ
جس طرح تاریخ میں مدفون ہے قومِ ثمود

کیا ریاضؔ خوشنوا لکھے گا احوالِ وطن
پیش منظر میں ہے جاری محفلِ رقص و سرود

❁❁❁

کرم کے پھول دامن میں لیے حرفِ دعا اٹھّے
درِ آقاؐ سے بھر کر جھولیاں میر و گدا اٹھّے

گذشتہ شب چراغِ نعت جب روشن ہوئے گھر میں
در و دیوار انوارِ قلم میں جگمگا اٹھّے

مدینے کے سفر کا خوشبوؤں نے ذکر کیا چھیڑا
شگفتہ پھول شاخوں پر ادب سے مسکرا اٹھّے

مرے اندر کی بینائی کا صائب فیصلہ یہ ہے
نہیں ممکن درِ شہؐ پر نگاہِ التجا اٹھّے

یہ کس نے محفلِ میلاد بستی میں سجائی ہے
کئی برسوں سے پیاسے کھیت میرے لہلہا اٹھّے

مریضِ عشق کے لب پر تمنائیں مچلتی ہیں
درِ سرکارؐ سے خاکِ شفا لے کر صبا اٹھّے

نواحِ دیدہ و دل میں مدینے کا ملے موسم
کبھی تختِ تکبّر سے مری جھوٹی اَنا اٹھّے

کٹورے آبِ زم زم سے رہیں گے کب تلک خالی
ہزاروں چھاگلیں بھر بھر کے مکّے سے گھٹا اٹھّے

بس اتنی سی تمنّا ہے خدائے مصطفیٰؐ میری
ثنا کرتے ہوئے محشر میں اُنؐ کا خوشنوا اٹھّے

کبھی مزدور کو بھی سانس لینے کی ملے مہلت
کبھی مزدور کے سر سے مشقّت کی قضا اٹھّے

درِ خیرالبشرؐ کو چوم کر فرطِ محبت سے
فلک کی سمت میرے سب حروفِ التجا اٹھّے

❀❀❀

تُو اپنے آپؐ کو تصویرِ التجا کرنا
وفورِ ربطِ غلامی کی انتہا کرنا

مرے حضورؐ سے نسبت اگر نہیں کوئی
فضول بات ہے تجھ سے مکالمہ کرنا

قدم قدم پہ رہِ عشق میں مسلمانو!
بہت ضروری ہے اپنا محاسبہ کرنا

ہزار فلسفے روکیں گے راستہ لیکن
تُو اختیار پیمبرؐ کا راستہ کرنا

فقط حضورؐ کے دامن سے رابطہ رکھنا
فقط حضورؐ کے قدموں کی اقتدا کرنا

مرا سلام جو لپٹا ہوا ہے اشکوں میں
تُو پیشِ خدمتِ سردارِ انبیاؐ کرنا

بروزِ حشر خدایا! تو حوضِ کوثر پر
مرے حروفِ تمنّا کو لب کُشا کرنا

نہ چھوڑنا کبھی صبر و رضا کا تُو دامن
حصارِ جَبر میں ہر دم خدا خدا کرنا

نقوشِ پائے محمدؐ سے روشنی پا کر
غبارِ شامِ حوادث میں حوصلہ کرنا

مرے طبیب گزارش ہے شہرِ طیبہ میں
مریضِ عشقِ محمدؐ کو لادوا کرنا

لحد میں مجھ کو اجازت ہو نعت کہنے کی
مرے لیے، مرے بچّو! یہی دعا کرنا

جوارِ گنبدِ خضرا کے سبز موسم میں
ثنا کے سارے پرندوں کو پرکشا کرنا

پہنچ کے خلدِ نبیؐ کی حدود میں پہلے
ریاضؔ عرضِ تمنّا کو آئینہ کرنا

تڑپ ریاضؔ اگر تیری حد سے بڑھ جائے
بڑے ادب سے وہاں چشمِ تر کو وا کرنا

ریاضؔ، مرسلِ کونینؐ کے حوالے سے
کسی غلامِ پیمبرؐ کو رہنما کرنا

فردیات

ہم جوارِ گنبدِ خضرا میں رہتے ہیں ریاضؔ
اور اڑتے ہیں فضاؤں میں پرندوں کی طرح

کتنی خوش قسمت ہیں طیبہ کی گذر گاہیں ریاضؔ
جن کے سینے پر منقّش ہیں کفِ پائے حضورؐ

التجا کی ہے خدائے روز و شب سے یہ ریاضؔ
عمر جو باقی ہے وہ گذرے درِ سرکارؐ پر

مدینے میں فقیروں کی صدائیں سانس لیتی ہیں
خیابانِ محبت میں ہوائیں سانس لیتی ہیں

ہزاروں پھول لے کر لوٹتی ہیں آسمانوں سے
کرم کے شامیانوں میں دعائیں سانس لیتی ہیں

کروڑوں سال سے ہیں یہ حصارِ ابرِ رحمت میں
کروڑوں سال سے شبھ کامنائیں سانس لیتی ہیں

بیاضِ نعت لایا ہوں جسے اشکوں سے لکھا ہے
درِ اقدس پہ میری التجائیں سانس لیتی ہیں

یہاں آدم کے بیٹوں کو سکونِ قلب ملتا ہے
یہاں امن و اماں کی فاختائیں سانس لیتی ہیں

جوارِ گنبدِ خضرا میں تاج و تخت بٹتے ہیں
عطائے مصطفیٰؐ کی انتہائیں سانس لیتی ہیں

مؤدب سب کبوتر ہیں ہوائے شہرِ رحمت کے
ادب سے خلدِ طیبہ میں فضائیں سانس لیتی ہیں

یہاں سائل کو ملتا ہے طلب کرنے سے بھی پہلے
مرے آقائے رحمت کی عطائیں سانس لیتی ہیں

یہاں خالی کٹوروں کا تصوّر ہی نہیں ممکن
درِ سرکارؐ پر پیاسی گھٹائیں سانس لیتی ہیں

چلو شہرِ محبت میں کوئی گھر ڈھونڈنے نکلیں
ریاضؔ ایک اک قدم پہ کربلائیں سانس لیتی ہیں

❁❁❁

گلِ نعت شام و سحر ڈھونڈتے ہیں
دبستانِ خیرالبشرؐ ڈھونڈتے ہیں

قلم اور مَیں مکتبِ علم و فن میں
حروفِ زرِ معتبر ڈھونڈتے ہیں

جہاں ہر قدم پر ہے پھولوں کی بارش
مدینے کی وہ رہگذر ڈھونڈتے ہیں

ستاروں بھری چاند گلیوں میں شب بھر
مدینے کے والی کا گھر ڈھونڈتے ہیں

جسے چھوڑ آئے تھے قدموں کی جانب
وہی، اپنی ہم چشمِ تر ڈھونڈتے ہیں

جنہیں خاک ہونا ہو خاکِ حرم میں
کہاں اپنا رختِ سفر ڈھونڈتے ہیں

تعجب ہے ہمراہیوں کی طلب پر
جو طیبہ میں بھی بال و پر ڈھونڈتے ہیں

ادھر حوضِ کوثر کی ٹھنڈی فضا میں
شفاعت کے ہم بحر و بر ڈھونڈتے ہیں

مرے گھر کے دیوار و در بھی ادب سے
ترے نقشِ پا، نامہ بر، ڈھونڈتے ہیں

جو واپس نہ آئے مدینے میں جا کر
حضورؐ، ایسا اک ہمسفر ڈھونڈتے ہیں

نبیؐ کے ادب میں جو اب تک کھڑے ہیں
کھجوروں کے وہ ہم شجر ڈھونڈتے ہیں

منّور ہیں جو چاند گلیوں میں آقاؐ
وہ طیبہ کے دیوار و در ڈھونڈتے ہیں

تہی اپنا دامن ہے برسوں سے آقاؐ
کمالِ ہنر بے ہنر ڈھونڈتے ہیں

کہاں خاک آنکھیں کہاں پھول گنبد
یہی پھول شام و سحر ڈھونڈتے ہیں

ریاضؔ اُنؐ کی گلیوں کے منگتے جو ٹھہرے
سرِ حشر طیبہ نگر ڈھونڈتے ہیں

❁❁❁

جن کو ابھی ہے جانا سرکارؐ کے نگر میں
وہ پھول سی ہوائیں رہتی ہیں میرے گھر میں

طیبہ کے قافلوں کو اعزاز یہ ملا ہے
سمٹا ہوا ہے سورج رستے کے ہر شجر میں

خوشبو کا ہاتھ تھاموں، پھولوں کے ہاتھ ہو لُوں
زندہ ہے دل کی دنیا اُس شہرِ منتظر میں

کمزور و ناتواں ہوں، تن میں لہو نہیں ہے
بس شوق حاضری کا اڑتا ہے بال و پر میں

اوراقِ جان و دل پر اتری ہیں کہکشائیں
طیبہ کی چاندنی ہے ہر حرفِ معتبر میں

آقاؐ کے در پہ جا کے اکثر یہ سوچتا ہوں
کتنے دیے سمیٹوں دامانِ مختصر میں

اشکوں کا اک سمندر سجدے گذارتا ہے
کیسی یہ روشنی ہے محرابِ چشمِ تر میں

ہر وقت سامنے ہے روضہ مرے نبیؐ کا
شہرِ حضورؐ کے ہُوں ہر وقت مَیں سفر میں

ہر لفظ سر جھکائے در پر کھڑا ہے کب سے
ڈوبا ہوا قلم ہے رحمت کے آبِ زر میں

نیلام گھر میں اس نے اپنی خودی ہے رکھ دی
کیا ڈھونڈتی ہے امت اب خاک در بدر میں

کچھ کچھ سلگ رہی ہیں چنگاریاں ابھی تک
ذوقِ نمو ہے باقی ہر شاخِ بے ثمر میں

ہُوں مَیں ریاضؔ عاجز، اوقات میری کیا ہے
تنہا کھڑا ہوں کب سے طیبہ کی رہگذر میں

❁❁❁

عمر بھر مہکا رہے شہرِ قلم کا رتجگا
ہو کرم بارِ دگر، بارِ دگر، میرے خدا

عقل ہی گمراہ ہے ورنہ درِ سرکارؐ پر
دانہ دانہ چگ رہی ہے امن کی ہر فاختہ

وادیٔ توصیف میں کھلتے ہیں افکارِ جدید
پھول لاتی ہے مری بزمِ تصوّر میں صبا

ہر دعا کو اے خدا! خلعت قبولیت کی دے
مَیں نے کھولی ہے سرِ مکتب کتابِ التجا

پھول ہوں صلِّ علیٰ کے ہر طرف مہکے ہوئے
رقص کے عالم میں ہو حرفِ طلب، حرفِ دعا

گنبدِ خضرا رہے پیشِ نظر میرے حضورؐ
ہو مدینے کی ہواؤں کا ابد تک سامنا

بعدِ محشر بھی کرم کے پھول برساتا رہے
جو چلا ہے آپؐ کے در سے قلم کا سلسلہ

مَیں کھڑا ہوں آپؐ کی دہلیز کو تھامے ہوئے
خوب برسے میری آنکھوں سے مری کالی گھٹا

جھانک کر دیکھے کوئی اس دیدۂ بیدار میں
عکس طیبہ کا ملے گا آئینہ در آئینہ

بزدلی کی پگڑیاں شاہوں کے سر پر ہیں حضورؐ
نارسائی کا وثیقہ لب پہ ہے لکھّا گیا

غیرتِ ملّی کا سودا ہو چکا بازار میں
بجلیوں کی زد میں ہے میرے قبیلے کی اَنا

یہ مجھے کامل یقیں ہے سرورِ کون و مکاںؐ
ٹوٹ جائے گا مری یہ بے حسی کا دائرہ

یہ دعا کیجیے مرے آقاؐ، رہوں ثابت قدم
وادیٔ طائف مجھے دیتی رہے پھر حوصلہ

عافیت کے پھول کھل اٹھیں دریچوں میں حضورؐ
بھول جائے ہر وبا میری گلی کا راستہ

چھین لی ہے ہر متاعِ آرزو احباب نے
آپؐ کے در پر چلا آیا ہوں مَیں روتا ہوا

ختم ہو جائے گا پسپائی کا ہر موسم، ریاضؔ
میرے ہاتھوں پر لکھا جائے گا حرفِ ارتقا

❁❁❁

قطعہ

اُنؐ کے طفیل اُس نے کرم پر کرم کئے
میرے تمام لفظ چراغِ حرم کئے
شب بھر پڑھا درود رسالت مآبؐ پر
ہونٹوں پہ روشنی نے ستارے رقم کئے

سہ نعتیہ

آنکھیں بچھا دو اپنی سرکار کی گلی ہے
ہر ہر قدم پہ روشن خورشیدِ آگہی ہے

ہر زائرِ نبی ہے خوش بختیوں کا پیکر
خوشبو چراغ لے کر، ہر راہ میں کھڑی ہے

لیتے ہیں چاند تارے آ کر تری بلائیں
چہرے پہ تیرے کیسی دلکش یہ روشنی ہے

حرفِ ادب کی جس پر بکھری ہوئی ہے شبنم
کلکِ ثنا یقیناً اُس پھول سے بنی ہے

ہر ہر ورق پہ میری آنکھیں سجی ہوئی ہیں
سر پر مرے قلم کے دستارِ آگہی ہے

گو موسمِ خزاں میں مرجھا گئی ہیں کلیاں
اُنؐ کے طفیل لیکن ہر شاخِ جاں ہری ہے

عزم و عمل کے سورج امت کو پھر عطا ہوں
سرکارؐ، تیرگی کی افتاد آ پڑی ہے

احساس مر گیا ہے، جذبات مر گئے ہیں
پھولوں بھری زمیں پر پتھر کا آدمی ہے

روضے کی جالیوں کا کیا دلکشا ہے منظر
مشعل ریاضؔ میرے اندر کی جل اٹھی ہے

❁❁❁

مدح و ثنائے مرسلؐ مقصودِ زندگی ہے
اک مشعلِ محبت افکار میں جلی ہے

دروازے کھول دیجے، رحمت کی یہ گھڑی ہے
ٹھنڈی ہوا چمن میں طیبہ سے آ رہی ہے

تنہا کہاں ہوں اُنؐ کی رحمت ہے ساتھ میرے
طیبہ کے راستوں سے میری بھی دوستی ہے

اس کو قبول کر لیں یہ التجا ہے میری
برسوں کے بعد آقاؐ میری یہ حاضری ہے

کشکولِ آرزو میں آنسو بھرے ہوئے ہیں
شاید سلام میرا طیبہ میں آخری ہے

ہر لفظ پھول بن کر لب پر کھلا ہے آقاؐ
اس میں غبارِ شہرِ طیبہ کی دلکشی ہے

ہر راستے کا پتھر فکر و نظر کی الجھن
آقاؐ حضورؐ، میرے اندر کی سرکشی ہے

کیا سدِّ باب ہو گا موجوں کی برہمی کا
کشتی ہر ایک آقاؐ امت کی کاغذی ہے

خوشبو ریاضؔ میں نے رکھی ہے ہر سخن میں
ہر اک بیاضِ مدحت پھولوں سے بھر گئی ہے

❁❁❁

بادِ شمیم اُنؐ کے در پر مجھے ملی ہے
سر پر غبارِ شہرِ دلکش کی اوڑھنی ہے

قرآں کلامِ ربی، قرآں کتابِ آخر
قرآن کے مطابق تُو آخری نبیؐ ہے

طائف کے سرغنوں کو دیتے رہے دعائیں
کیا درگذر کی خو ہے، کیا شانِ دلبری ہے

طیبہ کے باسیوں پر سائے ہیں رحمتوں کے
ہر ہر سخن ہے میٹھا، ہر ہر ادا بھلی ہے

کرتی ہے رقص خوشبو ہر نعتِ مصطفیٰؐ میں
کلکِ ثنا ادب سے ہر وقت جھومتی ہے

غربت کا لفظ لب پر آتا نہیں ہمارے
شاعر کا دل ازل سے اے بے خبر، غنی ہے

اک دوسرے کے غم میں ہوتے نہیں ہیں شامل
دنیا میں یا الٰہی یہ کیا ہوا چلی ہے

بادِ صبا بچھا کر ہر ہر قدم پہ آنسو
دہلیزِ مصطفیٰؐ کو پلکوں سے چومتی ہے

ہر وقت شکر کرتے رہنا تُو اپنے رب کا
قسمت ریاضؔ تیری کرنوں کی پالکی ہے

دامنِ شہرِ قلم میں رقص کرتا ہے خیال
پھر ابھرتا ہے ورق پر نعت کا حسن و جمال

ہاتھ میں لے کر چراغِ عظمتِ خیر البشرؐ
پوچھتے رہتے ہیں بچے اُنؐ کے بارے میں سوال

خِلعتِ انوار میں ہے پیکرِ عفو و کرم
آپؐ جیسی دوسری ملتی نہیں کوئی مثال

ایک ہم ہی سجدہ ریزی کا نہیں رکھتے شعور
بت کدوں میں گونجتی رہتی ہے آوازِ بلالؓ

در بدر کی ٹھوکریں کھاتی پھرے گی کب تلک
امتِ محبوبؐ کو قصرِ مذلّت سے نکال

ہے خدائے حرفِ تازہ کی عطائے دلنشین
نعت گوئی میں کہاں شاعر کا ہے اپنا کمال

پھول بن جائیں تری قدرت سے اے ربِ قدیر
گنجِ مقتل میں کھڑے ہیں لے کے ہم زخموں کی شال

ہر جزیرے میں صفِ ماتم بچھاتی ہے ہوا
عافیت کے چاند رحمت کے سمندر سے اچھال

منتشر ہوتا نہیں شامِ پریشاں کا غبار
ہو اندھیری رات کا سب بستیوں سے انتقال

سرورِ کونینؐ کے صدقے میں اے میرے خدا
وقت لوٹا دے کسی دن پھر وہی جاہ و جلال

پھر اتر آئیں افق سے روشنی کے قافلے
پھر اتر آئیں فلک سے عزم و ہمت کے ہلال

نعت سرمایہ غلامانِ نبیؐ کا ہے ریاضؔ
اس کے ماتھے پر نہیں لکھا گیا حرفِ زوال

❁❁❁

نبی جیؐ، خلدِ طیبہ کی ہواؤں میں مجھے رکھنا
شبِ آخر کی نم دیدہ دعاؤں میں مجھے رکھنا

گھڑی ہے فیصلے کی اور قلم ہے شر کے ہاتھوں میں
حضورؐ، اپنے کرم کی انتہاؤں میں مجھے رکھنا

زمینِ جاں بلب میں کھل کے برسیں جو مرے آقاؐ
افق پر مسکراتی اُن گھٹاؤں میں مجھے رکھنا

مری خاموشیاں بھی داستاں کہہ دیں گی رو رو کر
درِ اقدس کے منگتوں، بے نواؤں میں مجھے رکھنا

سرِ محشر نبی جیؐ، حوضِ کوثر کے کنارے پر
صدا دیتے ہوئے پیاسے گداؤں میں مجھے رکھنا

تلاشِ امن میں نکلا ہوا زخمی پرندہ ہوں
نبی جیؐ، عافیت کی فاختاؤں میں مجھے رکھنا

جہاں حسّانؓ جیسے شاعروں کے میں قدم چوموں
چمن زارِ ثنا کی اُن فضاؤں میں مجھے رکھنا

جو اپنے بادبانوں پر نبیؐ کا نام لکھتے ہیں
خدایا! با ادب اُن ناخداؤں میں مجھے رکھنا

سوا نیزے پہ خورشیدِ مسائل آج بھی برسا
گھنے پیڑوں کی ٹھنڈی ٹھار چھاؤں میں مجھے رکھنا

مرا دعویٰ محبت کا صداقت پر نہیں مبنی
غلامانِ پیمبرؐ کی اداؤں میں مجھے رکھنا

میں بزدل ہوں، مگر تجھ سے دعا ہے، قادرِ مطلق!
حسینؓ ابنِ علیؓ کی کربلاؤں میں مجھے رکھنا

کوئی گلیوں میں کہتا پھر رہا تھا اے خدا میرے!
کسی مظلوم انساں کی صداؤں میں مجھے رکھنا

سوائے عجز کے کچھ بھی نہیں ہے میرے سجدوں میں
خدائے لم یزل! اپنی رضاؤں میں مجھے رکھنا

میں خود اخلاص کے لمبے سفر سے آج لوٹا ہوں
غریبِ شہر زر کی التجاؤں میں مجھے رکھنا

بچا لینا، ریاضؔ خستہ جاں کو کبر و نخوت سے
مگر غیرت کی مظہر سب اَناؤں میں مجھے رکھنا

❁❁❁

مضامیں نعتِ نو کے باوضو آئیں گے ذہنوں میں
چراغِ آرزو جلتے رہیں ہر شب دریچوں میں

اُنہیؐ کا نام لے کر روشنی بیدار ہوتی ہے
وہی مذکور ہیں تخلیق کے دن سے صحیفوں میں

دکھوں کی چلچلاتی دھوپ میں ہر اک قبیلے کو
خنک موسم ملے ابرِ کرم کے سائبانوں میں

کسی سے روشنی کی بھیک مانگیں ہم تو کیوں مانگیں
انہیؐ کے نام کا چرچا ازل سے ہے اجالوں میں

ہوائے خلدِ طیبہ آج بھی تقسیم کرتی ہے
چراغِ عافیت بھٹکی ہوئی آدم کی نسلوں میں

نفاذِ عدل و رحمت کا کوئی موسم نہیں ہوتا
بتایا ہے عمل سے آپؐ نے اپنی حدیثوں میں

نصابِ روز و شب تحریر ہے اوراقِ ہستی پر
روابط کا ملے گا ضابطہ زندہ حوالوں میں

صبا صَلِّ علیٰ کہتے ہوئے اترے گی آنگن میں
پرندے نور و نکہت کے اڑیں گے میری سوچوں میں

ریاضؔ آداب سیکھو باادب چلتی ہواؤں سے
چراغِ التجا روشن رکھو طیبہ کی گلیوں میں

❁❁❁

آپؐ کی چوکھٹ ہے آقاؐ، آنسوؤں کے سامنے
آئنہ رکھا ہوا ہے آئنوں کے سامنے

جن کے ہاتھوں پر گلابِ نعت ہیں لکھے ہوئے
سارے موسم ہیچ ہیں اُن موسموں کے سامنے

عُود و عنبر سر جھکائے کب سے ہیں محوِ ثنا
خلدِ طیبہ میں بکھرتی خوشبوؤں کے سامنے

مَیں مقدّر کی بلائیں کیوں نہ لوں شام و سحر
مَیں درِ عالی پہ ہوں کن رتجگوں کے سامنے

قافلے والو! مرا رختِ سفر تم بانٹ لو
بال و پر جھڑنے لگے ہیں منزلوں کے سامنے

جو سجائے رکھتی ہیں لب پر درودوں کے گلاب
خود سے شرمندہ ہوں مَیں اُن دھڑکنوں کے سامنے

اشک تھمتے ہی نہیں شہرِ پیمبرؐ میں مرے
کس طرح خود کو چھپاؤں دوستوں کے سامنے

جن پہ ہوتا ہے مسلسل رحمتِ حق کا نزول
مَیں کھڑا ہوں آج بھی اُن منظروں کے سامنے

یاد ہے مجھ کو کہ آنکھیں مَیں نے رکھی تھیں کہاں
گنبدِ خضرا کے نیچے، جالیوں کے سامنے

جامِ عشقِ مصطفیٰؐ کیسے اٹھاؤں گا ریاضؔ
محفلِ خیر البشرؐ کے مے کشوں کے سامنے

کہکشاں سر تا قدم حرفِ مؤدب ہے ریاضؔ
شہرِ دلآویز کے اِن راستوں کے سامنے

❁❁❁

کلی شاخِ قلم پر اپنے لب کھولے، ثنا لکھوں
دیارِ دیدہ و دل پر گھٹا برسے، ثنا لکھوں

اگر شہرِ سخن کی چاندنی توصیفِ مرسلؐ سے
ردائے نکہتِ افکارِ نو مانگے، ثنا لکھوں

تخیّل کی گذرگہ سے گھنے پیڑوں کی چھاؤں تک
کوئی جگنو، کوئی تتلی کبھی گذرے، ثنا لکھوں

تصور شہرِ طیبہ کے گلی کوچوں میں لے جائے
چراغِ آرزو سینے میں جل اٹھے، ثنا لکھوں

مَیں اپنی خوش نصیبی پر ستارے بانٹنے نکلوں
مدینے کی ہوا احوالِ دل پوچھے، ثنا لکھوں

پرندے جانبِ طیبہ جو پر کھولیں سرِ گلشن
صبا نعتِ نبیؐ پڑھتے ہوئے چھلکے، ثنا لکھوں

مدینے کی ہواؤں سے کریں جب گفتگو جگنو
مرے آنگن میں چپکے سے کرن اترے، ثنا لکھوں

تمناؤں کے لشکر ساتھ لے کر آج کی شب بھی
درِ سرکارؐ پر میری صدا پہنچے، ثنا لکھوں

محمدؐ مصطفےٰ لکھ کر مَیں تختی پر رکھوں آنکھیں
کوئی طاقِ دل و جاں میں دیے رکھے، ثنا لکھوں

جوارِ گنبدِ خضرا کا منظر آنسوؤں میں ہو
نبیؐ کا شہرِ مکہ میں تُو گھر دیکھے، ثنا لکھوں

گلی میں خوشبوؤں کے قافلے ٹھہریں، مرے مولا!
دعا میرے لبوں پر آج بھی مہکے، ثنا لکھوں

مجھے تشکیک کی تاریکیوں سے خوف آتا ہے
مرے اوہام کا بھی سلسلہ ٹوٹے، ثنا لکھوں

مجھ عاجز کو غلامی کی ملے سرکارؐ سے چادر
بدن سے آج عفریتِ اَنا نکلے، ثنا لکھوں

دمِ رخصت مؤدب ہچکیوں کی التجائیں ہوں
شبِ آخر درِ آقاؐ پہ دل تڑپے، ثنا لکھوں

مصلّے پر کھڑے ہو کر حضوری کی دعا مانگوں
ادب کی روشنی سجدوں میں بھی بکھرے، ثنا لکھوں

ہر اک لمحہ حصارِ عافیت میں اب گذرتا ہے
کرم کی داستاں اوراق پر ابھرے، ثنا لکھوں

ہوا مشعل اٹھا کر چل پڑے بطحا کی وادی میں
امیرِ قافلہ جب راستہ ڈھونڈے، ثنا لکھوں

درودوں کے لیے گجرے صبا فرطِ مسرت سے
بیاضِ نعت کے اوراقِ نم الٹے، ثنا لکھوں

مری چشمِ تمنا آنسوؤں کے پھول برسائے
ہر اک حرفِ دعا برسات میں بھیگے، ثنا لکھوں

گذر گاہِ مدینہ پر غبارِ ریگِ صحرا میں
قلم فکرِ عجم کا پیرہن بدلے، ثنا لکھوں

مرے ہر لفظ میں اتریں عرب کے چاند کی کرنیں
مری پلکوں پہ اشکوں کی دھنک لرزے، ثنا لکھوں

اگرچہ ظلمتِ شب بھی مسلسل ہے تعاقب میں
مگر لوح و قلم پر کہکشاں چمکے، ثنا لکھوں

صبا اسمِ محمدؐ لکھ رہی ہے لوحِ مدحت پر
ادب کے دائرے میں رہ کے دل دھڑکے، ثنا لکھوں

ریاضؔ امشب بھی لمحے وَجْد میں آئیں سرِ محفل
ریاضؔ امشب بھی خوشبو رقص میں آئے، ثنا لکھوں

کھولو کتاب عشقِ رسالت مآب کی
آئے گی آج رقص میں خوشبو گلاب کی

آقا حضورؐ، آپؐ کے در پر بصد نیاز
خیرات مانگتی ہے کرن آفتاب کی

ہر ہر ورق پہ چاند ستارے کریں ہجوم
یہ روشنی ہے آپؐ کی مدحت کے باب کی

آقاؐ، مرے تمام جرائم معاف ہوں
مجرم سے درگذر کی ہے عادت جنابؐ کی

دنیا حصارِ فتنہ و شر میں ہے مطمئن
صورت کوئی ہو آدمی کے احتساب کی

ہم بد نصیب قوم کے افراد ہیں، حضورؐ
روداد کیا بیاں ہو شبِ اضطراب کی

تہذیبِ نو ضمیر کی قیدی نہیں رہی
بنیاد شہرِ عِلم ہے ہر انقلاب کی

جب تک رہیں گے جرمِ ضعیفی میں مبتلا
سر پر رہیں گی گونجتی صدیاں عذاب کی

محشر میں کِھل رہے ہیں ثنائے نبیؐ کے پھول
تحسین ہو رہی ہے مرے انتخاب کی

یثرب کی بچیوں کے مقلّد ہیں نعت گو
خوشبو بکھر گئی ہے اسی انتساب کی

امت کی کشتیوں کو جلا کر ہے سو گیا
ڈوبیں ریاضؔ کشتیاں خانہ خراب کی

مولائے کل کے سیرت و کردار میں ریاضؔ
بکھری ہوئی ہے چاندنی ام الکتاب کی

❁❁❁

سرِ مکتب قلم کے پھول مہکیں گے، مرے آقاؐ
مرے آنسو ورق پر نعت لکھیں گے، مرے آقاؐ

ہوا شب بھر جہاں رکھتی رہی ہے چاند کی کرنیں
انہی مہکے ہوئے رستوں سے گذریں گے، مرے آقاؐ

گھٹا صلِّ علیٰ کہتے ہوئے پھر لائے گی رِم جھم
مؤدب ابرِ رحمت خوب برسیں گے، مرے آقاؐ

نہیں واقف نکمّا مجھ سا آدابِ مدینہ سے
بھرم اب کے برس بھی میرا رکھیں گے، مرے آقاؐ

ثنا کرتے ہوئے بستر پہ سو جائیں گے سب بچے
ثنا کرتے ہوئے بچے بھی اٹھیں گے، مرے آقاؐ

یقیں ہے ایک دن ہو گا کرم ہم بے نواؤں پر
فرشتے عفو و رحمت کے بھی اتریں گے مرے آقاؐ

غلامو! حوصلہ رکھو، عطا کی بارشیں ہوں گی
شفاعت کے علَم محشر میں بانٹیں گے، مرے آقاؐ

ہوائیں کہہ رہی تھیں خوشبوؤں سے ، وجد میں آ کر
دریچے ذہن انسانی کے کھولیں گے، مرے آقاؐ

ریاضِؔ خوشنوا کو پھر طلب فرمائیں گے اک دن
طلب کے قافلے طیبہ میں ٹھہریں گے، مرے آقاؐ

❁❁❁

یارب! غلام، شاہؐ کے دربار میں رہے
اک بے نوا بھی خدمتِ سرکارؐ میں رہے

دستِ کرم بڑھے گا مری سَمت دیکھنا
شوقِ طلب بھی دیدۂ بیدار میں رہے

کشکولِ فکر جس کا ہو لبریز کفر سے
ممکن نہیں وہ مرکزِ انوار میں رہے

سلطانِ بحر و بر جو مرے ناخدا ہوئے
کشتی دعا کی کس طرح منجدھار میں رہے

کرب و بلا کی دھوپ میں جلتا ہوا بدن
تیری گلی کے سایۂ دیوار میں رہے

شفاف آئینوں کی طرح فکر ہے مری
طیبہ کی دھول ہی مرے افکار میں رہے

بختِ رسا پہ ناز رہے بعدِ حشر بھی
آقاؐ! ریاضؔ نعت کے گلزار میں رہے

❁❁❁

میرے ہر لفظ میں جلتے رہیں آنسو پیہم
چشمِ تر لکھتی رہے اُنؐ کی ثنا کے کالم

کل بھی تھا اُنؐ کی غلامی ہی کا موسم ہر سو
دست بستہ ہیں کھڑے آج بھی دونوں عالَم

فہم و ادراک کی دولت سے نوازا سب کو
کوئی نکتہ نہ رہا فکرِ نبیؐ کا مبہم

کس نے رحمت کے دریچوں کو کھلا رکھا ہے
کس نے انسان کے زخموں پہ رکھا ہے مرہم

کس نے ہر دور کو اک زندہ تمدّن بخشا
عدل و انصاف کا لہرایا ہے کس نے پرچم

آپؐ کی ذاتِ گرامی کا سہارا ہے حضورؐ
آج بھی گیسوئے ہستی ہیں اگرچہ برہم

ایک ہی چہرہ مدوّن ہے صحیفوں میں ریاضؔ
ایک ہی نام سے روشن ہے ضمیرِ آدم

❀❀❀

زمیں پر پھول مدحت کے لئے عمرِ رواں اتری
کرم کے سبز پانی میں مری بھی ہے زباں اتری

ابھی تو اسمِ سرکارِ مدینہؐ بھی نہیں لکھا
قلم کی دست بوسی کو فلک سے کہکشاں اتری

حضورؐ آئے تو جنگل روشنی سے بھر گئے سارے
سماعت کے جزیروں میں صداقت کی اذاں اتری

افق کی سمت کھربوں ہاتھ اٹھے ذرے ذرے کے
شبِ میلاد جب صبحِ انیسِ اِنس و جاں اتری

مری تاریخ شاہد ہے کہ اکنافِ دوعالم میں
ردائے عفو و رحمت ہی برائے دشمناں اتری

جہاں بھی رتجگا ہے آپؐ کی مدحت نگاری کا
سواری آج بھی حور و ملائک کی وہاں اتری

وہیں ہر طاق میں رکھ دو فراق و ہجر کے آنسو
درودِ پاک کی بادِ بہاری ہے جہاں اتری

اسے بھی اعتمادِ ذات دیں گے ہادیؐ برحق
درِ رحمت پہ سہمی سی صدائے ناتواں اتری

سگانِ کوئے طیبہ سے ہوئی ہے دوستی جب سے
غبارِ شامِ غم سے آنسوؤں کی داستاں اتری

تھمی برسات کب اشکِ رواں کی خلدِ طیبہ میں
مری نمناک آنکھوں سے بھی گردِ کارواں اتری

بہت سے قفل ٹوٹے بند دروازوں کے اے غافل!
سپاہِ حرفِ تازہ جب پسِ نطق و بیاں اتری

فضیلت کی ردائے محتشم اُن پر نہ کیوں سجتی
ہدایت آسمانی جب برائے مرسلاں اتری

مرے آنگن کے پیڑوں کا مقدّر کیا مقدّر ہے
حضوری کا لئے مژدہ نسیمِ گلستاں اتری

پڑھی جب نعت شامِ حبس کے بجھتے سے منظر میں
مری سانسوں کے مقتل میں ہوائے مہرباں اتری

شرف حاصل ہے طیبہ کی ہوا سے ہمکلامی کا
مری شاخِ ثنا پر بھی شمیمِ گلفشاں اتری

ورق پر خوشبوؤں نے ہاتھ تھاما ہے ریاضؔ اپنا
جوارِ دیدہ و دل میں بہارِ جاوداں اتری

❁❁❁

دیارِ ہجر میں پل بھر ہمارا جی نہیں لگتا
مدینے سے جدا ہو کر ہمارا جی نہیں لگتا

کہاں ہیں کیف میں ڈوبی ہوئی وہ سرمدی گلیاں
کہاں ہے گنبدِ اخضر، ہمارا جی نہیں لگتا

چلو انگلی پکڑ کر لے چلو شہرِ محبت میں
نبیؐ سے دور چشمِ تر، ہمارا جی نہیں لگتا

مسائل ہی مسائل ہیں، مصائب ہی مصائب ہیں
صفِ ماتم بچھی گھر گھر، ہمارا جی نہیں لگتا

یہاں دھوکا دہی کا کرب شریانوں میں ہے رقصاں
گریں ہر سمت سے پتھر، ہمارا جی نہیں لگتا

یہاں غنڈہ عناصر قتل گاہوں کے محافظ ہیں
نہیں پھولوں بھرے منظر، ہمارا جی نہیں لگتا

فضاؤں میں، ہواؤں میں، ہماری التجاؤں میں
نہیں رقصاں مہ و اختر، ہمارا جی نہیں لگتا

کھڑے ہیں میرے دوازے کے باہر، یارسول اللہ
ہزاروں آگ کے پیکر، ہمارا جی نہیں لگتا

مواجھے میں برستے اشک اکثر یاد آتے ہیں
کہاں رحمت کے ہیں لشکر، ہمارا جی نہیں لگتا

ملے افطار کرنے کے لئے زم زم کٹوروں میں
لگی ہے آگ سی اندر، ہمارا جی نہیں لگتا

ریاضؔ بے نوا کو لوٹتے ہیں لوٹنے والے
اِدھر ہاتھوں میں خنجر ہیں، ہمارا جی نہیں لگتا

❁❁❁

اک خوفِ انحطاط ہے، خوفِ زوال ہے
منقار زیرِ پر ہو تو اڑنا محال ہے

جگنو لکھے ہوئے ہیں حروفِ سپاس میں
دستِ غزل میں آج بھی کرنوں کا تھال ہے

خیمے سپاہِ عشق کے اب جل چکے تمام
کرب و بلائے عصر میں شامِ قتال ہے

کن ڈوبے ساحلوں کی طرف ہو رواں دواں
امت کے ناخداؤں سے میرا سوال ہے

محنت کشوں نے پائی ہے دستار آپؐ سے
محنت کشوں کے ہاتھ میں محنت کدال ہے

حوا کی بیٹیوں کے مقدّر پہ رشک کر
قسمت میں ان کی عظمت و عفت کی شال ہے

جنت بھی دم بخود ہے سرِ حشر، کیوں نہ ہو
پیشِ نظر حضورؐ کا حسن و جمال ہے

سانسوں میں اڑ رہی ہیں درودوں کی تتلیاں
آب و ہوائے شہرِ نبیؐ بے مثال ہے

آنکھو! سمیٹ لو درِ آقاؐ کی روشنی
اس وقت مہربان ہوائے شمال ہے

چشمِ کرم ہو حالِ دلِ زار پر، حضورؐ
لپٹا ہوا بدن سے مسائل کا جال ہے

کب سے کھڑا ہے روضۂ اقدس کے سامنے
اک بے نوائے شہر کہ غم سے نڈھال ہے

ڈرتا ہے خود کو امتی کہنے سے بھی ریاضؔ
اوقات اس کی کیا ہے بھلا کیا مجال ہے

❁❁❁

خون میں ڈوبے ہوئے ہیں آج بھی شام و سحر
یا محمدؐ! اہلِ کشمیر و فلسطیں پر نظر

کہہ رہے ہیں مقتلِ شب کی کہانی، یارسولؐ
ہر طرف بکھرے ہوئے اہلِ قفس کے بال و پر

دخترِ کشمیر کے آنچل میں کیا کلیاں کھلیں
چھاؤں کیا بانٹیں گے یہ جلتے ہوئے میرے شجر

کب افق پہ مہرِ آزادی طلوع ہوگا، حضورؐ
ختم ہوگا کربلا میں کب اندھیروں کا سفر

کب عروسِ صبحِ روشن آئے گی گلزار میں
کب رہا ہوگی گرفتِ شب سے تقدیرِ بشر

جنتِ ارضی میں ہوگا کب اجالوں کا نزول
دودھ کی نہریں بہیں گی کب مرے آقاؐ ادھر

کب بہارِ جاوداں خیمے لگائے گی یہاں
احتجاجاً شاخ پر مرجھا گئے، برگ و ثمر

نام لیتے ہیں، نبی جیؐ، آپؐ کا اہلِ وطن
منتظر ہیں آپؐ کی چشمِ کرم کے بام و در

عافیت کی سبز چادر قافلے والوں کو دیں
ہے ابھی زیرِ تسلط رہزنوں کے رہگذر

عرض کرنا آپؐ کا شاعر ہے افسردہ بہت
اے صبا! میرے پیمبرؐ کو مری کرنا خبر

اب ریاضؔ بے نوا جائے بھی تو جائے کہاں
سازشیں ہوتی رہی ہیں قتل گہ میں رات بھر

❀❀❀

اپنا ہی نقشِ پا ہوں مَیں، آقاؐ کرم کریں
جلتی ہوئی ہوا ہوں مَیں، آقاؐ کرم کریں

اوراقِ زندگانی کے نیچے یہیں کہیں
مبہم سا حاشیہ ہوں مَیں، آقاؐ کرم کریں

اوقات اپنی جانتا ہوں کیا مری انا
اک حرفِ التجا ہوں مَیں، آقاؐ کرم کریں

تعمیر سسکیوں سے ہوا قصرِ آرزو
آہِ شبِ دعا ہوں مَیں، آقاؐ کرم کریں

کتنے ڈبو چکا ہوں سفینے مَیں ذات میں
گردابِ ابتلا ہوں مَیں، آقاؐ کرم کریں

زر کی ہوس سے مجھ کو رہائی نہیں ملی
کس غم میں مبتلا ہوں مَیں، آقاؐ کرم کریں

اپنا لہو بھی اب مجھے پہچانتا نہیں
دنیا میں رُل گیا ہوں مَیں، آقاؐ کرم کریں

سر پر مرے گناہ کی ہیں گٹھڑیاں ہزار
ہر شخص سے بُرا ہوں مَیں، آقاؐ کرم کریں

تضحیک کی ردا میں ہے لپٹا ہوا بدن
اشکوں کا دائرہ ہوں مَیں، آقاؐ کرم کریں

ہر آئنے پہ اپنے تشخص کی راکھ کو
حیرت سے دیکھتا ہوں مَیں، آقاؐ کرم کریں

آنسو ہتھیلیوں پہ سجا کر قدم قدم
مقتل سے آرہا ہوں مَیں، آقاؐ کرم کریں

کیا تبصرہ کروں گا مَیں اپنے وجود پر
تحریرِ نارسا ہوں مَیں، آقاؐ کرم کریں

ہر لمحہ زلزلوں کا ہدف ہے مرا وطن
لمحوں میں بٹ گیا ہوں مَیں، آقاؐ کرم کریں

طیبہ سے کب چلے گا گھٹاؤں کا قافلہ
جل جل کے بجھ چکا ہوں مَیں، آقاؐ کرم کریں

خالی ہیں ہاتھ، ہاتھ میں کشکول بھی نہیں
صدیوں سے بے نوا ہوں مَیں، آقاؐ کرم کریں

ہاں، آپؐ کا ریاضؔ ہوں مَیں، آپؐ کا ریاضؔ
در پر پڑا ہوا ہوں مَیں آقاؐ کرم کریں

❁❁❁

اترے ہیں لب پہ چاند ستارے، حضور جیؐ
میرے قلم پہ پھول ہیں برسے، حضور جیؐ

اشکوں کا تھا ورق پہ سمندر بچھا ہوا
رودادِ شامِ ہجر کیا لکھتے، حضور جیؐ

اک بے نوائے شہر نے کس اہتمام سے
لفظوں میں آفتاب ہیں رکھے، حضور جیؐ

نظریں اٹھی تھیں جانبِ طیبہ ابھی ابھی
ساحل سے آ لگے ہیں سفینے، حضور جیؐ

کس منہ سے حاضری کی تمنا کوئی کرے
خارش زدہ تمام ہیں چہرے، حضور جیؐ

اب کے برس بھی زادِ سفر کی نہیں طلب
ہاں، اذن حاضری کا ہو میرے حضور جیؐ

ہر سَمت کیوں ہوائے مخالف ہے خیمہ زن
بستی کے لوگ سوچتے ہوں گے، حضور جیؐ

امت ہوس کدوں کی بنی رزقِ ناتمام
محرابِ زر میں کرتی ہے سجدے، حضور جیؐ

روزِ ازل سے آپؐ کی آمد کی دھوم ہے
میلاد پڑھ رہے ہیں صحیفے، حضور جیؐ

نقشِ قدومِ پاک پہ سجدے گذار کر
انوار مانگتے ہیں سویرے، حضور جیؐ

ہر آنکھ میں ہے گنبدِ خضرا بسا ہوا
ہر دل میں بس رہے ہیں مدینے، حضور جیؐ

مَیں اپنی بے بسی پہ اگر رو پڑوں کبھی
دیتے ہیں مجھ کو حوصلہ بچّے، حضور جیؐ

خوشبو کے سبز قافلے پڑھتے ہوئے درود
سوچوں کی شاخ شاخ سے نکلے، حضور جیؐ

ارض و سما کی روشنی ہیں سید البشرؐ
ارض و سما کی جاں ہیں ہمارے حضور جیؐ

آیا تو ہے ریاضؔ بڑے شوق سے مگر
آداب حاضری کے ہیں بھولے، حضور جیؐ

❁❁❁

کیفِ ثنا میں جھومیئے شہرِ حضورؐ میں
خود کو بھی آج ڈھونڈیئے شہرِ حضورؐ میں

بختِ رسا کو اتنی بلندی پہ دیکھ کر
اُنؐ کے کرم کا سوچیئے شہرِ حضورؐ میں

اشکِ رواں سے مدحتِ خیرالبشرؐ کے لفظ
مَیں نے تمام دھو لئے، شہرِ حضورؐ میں

خیمہ ہے آخری مری عمرِ عزیز کا
رختِ سفر تو کھولئے، شہرِ حضورؐ میں

ہر راستے کی خاکِ منوّر کو چوم کر
میرا پتہ بھی پوچھیے، شہرِ حضور میں

مشعل اٹھا کے حرفِ درود و سلام کی
دیوار و در کو چومیئے، شہرِ حضورؐ میں

سب جانتے ہیں مخبرِ صادقؐ دلوں کا حال
آہستہ اور بولئے، شہرِ حضورؐ میں

سوءِ ادب ہے شوخیٔ اظہار کا خیال
قلب و نظر کو روکئے، شہرِ حضورؐ میں

توصیفِ مصطفیٰؐ کے جلا کر نئے چراغ
رشتہ قلم سے جوڑیئے شہرِ حضورؐ میں

سجدے قدم قدم پہ لٹاتے ہوئے، ریاضؔ
ہر سَمت خوب گھومیئے، شہرِ حضورؐ میں

❁❁❁

پیغامِ انقلاب ہے ہستی رسولؐ کی
اللہ کا انتخاب ہے ہستی رسولؐ کی

ہر عہد کا جواز ہیں آقائے محتشمؐ
ہر دور کا نصاب ہے ہستی رسولؐ کی

مبہم نہیں ہے نقشِ منوّر کی چاند رات
قرآں کا انتساب ہے ہستی رسولؐ کی

رکھتے ہیں وہ زمیں کے خزانوں کی کنجیاں
مالک سے فیض یاب ہے ہستی رسولؐ کی

جس کے ورق ورق پہ کھلے مغفرت کے پھول
وہ سرمدی کتاب ہے ہستی رسولؐ کی

ہر دائرے کا مرکزی نقطہ حضورؐ ہیں
انسانیت کا خواب ہے ہستی رسولؐ کی

میرے خدا کا اپنی ہی مخلوق پر ریاضؔ
الطافِ بے حساب ہے ہستی رسولؐ کی

❁❁❁

سرکارؐ کی تہذیب و ثقافت کی طلب ہے
انسانوں کو پھر اُنؐ کی قیادت کی طلب ہے

یارب! مری آنکھوں کے دیے بجھنے نہ پائیں
اُس چہرۂ انور کی تلاوت کی طلب ہے

سرکارؐ کی عظمت کے علَم لاکھوں کھُلیں گے
آقاؐ کے غلاموں کو قیامت کی طلب ہے

اخبار کا ہر لفظ اناؤں کا پیامی
پیغمبرِؐ اعظم کی خطابت کی طلب ہے

ہر ملک کی سرحد پہ مفادات کے لشکر
سلطانِ مدینہ کی سفارت کی طلب ہے

فاروقِ معظمؓ کے قلمداں کو تلاشو
ٹھٹھرے ہوئے موسم کو حرارت کی طلب ہے

قانون ہے جنگل کا نئے دور میں رائج
کب مردہ ضمیروں کو صداقت کی طلب ہے

سردارِ مکرّمؐ کی شریعت ہے ضروری
پھر تاجِ مدینہ کی ریاست کی طلب ہے

تھک ہار کے بیٹھا ہوں ریاضؔ اپنے ہی گھر میں
اُس شہرِ منوّر کی مسافت کی طلب ہے

❁❁❁

اے شہرِ خنک تیرے گلی کوچوں میں گم ہیں
ہم مسجدِ نبویؐ میں کئے سجدوں میں گم ہیں

فرصت کسے ملتی ہے ثنا خوانی سے ہمدم!
ہم نعتِ مقدّس کے حسیں لہجوں میں گم ہیں

آنکھوں نے بھی اشکوں کے بنا رکھے ہیں گجرے
ہم شہرِ پیمبرؐ کے ثنا خوانوں میں گم ہیں

چوما ہے بصد شوق قلم اپنے کو ہم نے
صد شکر ثنا کرتے ہوئے لمحوں میں گم ہیں

دامن میں اخوّت کے چراغوں کو سمیٹو
ہر ملک کے، کچھ کہتے ہوئے، چہروں میں گم ہیں

ہاتھوں پہ بصد عجز چراغوں کو سجا کر
طیبہ کی ہواؤں کی ابھی بانہوں میں گم ہیں

ہم گنبدِ خضرا کی گھنی چھاؤں کے اندر
کچھ سوچتے رہتے ہیں کہ کن سوچوں میں گم ہیں

تصویرِ ادب بن کے مواجھے میں کھڑے ہیں
ہم وجد میں آتی ہوئی خوشبوؤں میں گم ہیں

بتلائیں ریاضؔ آپ نے اس شہر میں آ کر
سوچا ہے کہ ہم طیبہ کی کن گلیوں میں گم ہیں

(مدینہ منوّرہ)

❁❁❁

درِ عطا پہ کھڑا ہوں، عطا کریں گے حضورؐ
قبول آج بھی حرفِ ثنا کریں گے حضورؐ

سخن کے سارے نوادر سے جھولیاں بھر کر
غریبِ شہرِ قلم کا بھلا کریں گے حضورؐ

ازل سے پھول سے لمحوں کا منتظر ہوں مَیں
حصارِ غم سے مجھے بھی رہا کریں گے حضورؐ

قیامِ حشر تلک شہرِ نور و نکہت میں
غلام آپؐ کے آ کر بُکا کریں گے حضورؐ

فقیر آپ کی چوکھٹ کے بعدِ محشر بھی
متاعِ دیدۂ پُرنم فدا کریں گے حضورؐ

خدا کے ماننے والے خدا کی بستی میں
نمازِ عشق و محبت ادا کریں گے حضورؐ

مجھے یقیں ہے کہ نیلی ہوا کے آنچل پر
چراغ، اسمِ گرامی لکھا کریں گے حضورؐ

یزیدِ وقت کے دربارِ فتنہ و شر میں
اسیرِ جاہ و حشم ہی جھکا کریں گے حضورؐ

ہوا و رزق پہ قابض ہیں اہلِ شر کب سے
مرے لئے بھی مسلسل دعا کریں گے حضورؐ

انہیں پکار کے دیکھے کبھی شبِ گریہ
ہوائے تُند کو دستِ صبا کریں گے حضورؐ

بنوں گا مرکزِ چشمِ جہاں سرِ محفل
کرم کی دیکھنا پھر انتہا کریں گے حضورؐ

لحد کے گھور اندھیروں میں بھی دمِ پرسش
کرم، ریاضؔ پہ بہرِ خدا کریں گے حضورؐ

❁❁❁

وسیلہ آپؐ کا ہے یا نبیؐ، شامل دعاؤں میں
گداز و سوز کی مشعل جلی ہے التجاؤں میں

بنو نجّار کی اُن بچّیوں پر رحمتیں برسیں
صدائیں آج بھی آباد ہیں جن کی ہواؤں میں

مری شاخِ دعا پر تتلیوں کا رقص جاری ہو
چراغِ آرزو روشن رہیں گھر کی فضاؤں میں

نبی جیؐ، آپ کی دہلیز پر مَیں لوٹ آتا ہوں
کسے جا کر سناؤں حالِ دل اپنا خلاؤں میں

نبی جیؐ، پوچھتی ہیں خوشبوئیں بادِ گلستاں سے
جلائے کس نے خیمے عصرِ نو کی کربلاؤں میں

ادھورے جسم لے کر دربدر پھرتے رہیں کب تک
بٹے پھر عافیت کا رزق بستی کے گداؤں میں

تشدّد کی اتر آتی ہے رُت آنگن کے پیڑوں پر
کھِلیں امن و اماں کے پھول میری تنگناؤں میں

زمیں پر حشر برپا کر رکھا ہے کن لٹیروں نے
یہ بے چینی ہے کیسی آسمانی فاختاؤں میں

ہجومِ شوق لے جائے مری انگلی پکڑ کر بھی
گذاروں شکر کے سجدے کبھی یثرب کے گاؤں میں

ہر اک خطّہ زمیں کا چھن رہا ہے اس کے ہاتھوں سے
حضورؐ، امّت کھڑی ہے آپؐ کی کن ابتلاؤں میں

شہا! وحشی قبائل پیٹتے ہیں ڈھول جنگل میں
سنی ہیں اَن گنت چیخیں بھی بے ہنگم صداؤں میں

مہذّب ساعتوں کا اس طرف سے ہو گذر آقاؐ
جہالت بٹ رہی ہے آج بھی جھوٹے خداؤں میں

گرے بجلی ضمیروں پر مسلسل تازیانوں کی
خدا کو یاد رکھتے ہی نہیں برگد کی چھاؤں میں

نیاز و عجز کا سورج نہیں، آقاؐ، جبینوں پر
نئی اندھیر نگری سر اٹھاتی ہے اناؤں میں

کھڑے ہیں یا نبیؐ سب لوگ خالی چھاگلیں لے کر
نہیں پانی کا اک قطرہ بھی ان کالی گھٹاؤں میں

مرا گھر بھی یہیں ہو گا، کسی رستے پہ چل پڑنا
ثنائے مرسلِ آخرؐ کی روشن کہکشاؤں میں

ریاضؔ مضطرب جائے تو جائے بھی کہاں آقاؐ
سکونت کی پڑے زنجیر دیوانے کے پاؤں میں

❀❀❀

روشنی ہی روشنی ہے حرفِ قرآنِ حضورؐ
ضابطہ، ہر زندگی کا ہے، دبستانِ حضورؐ

موسموں کو نذرِ آتش لاکھ تم کرتے پھرو
تا ابد مہکے گا دنیا میں گلستانِ حضورؐ

جاں نثاری کی نئی تاریخ کے بانی ہیں وہؓ
کیا عظیم المرتبت ہوں گے رفیقانِ حضورؐ

آؤ ہم غارِ حرا کے پتھروں کو چوم لیں
اولیں ہیں یہ ہمیشہ کے حلیفانِ حضورؐ

دخترِ حوّا حصارِ عافیت میں کیوں نہ ہو
اس کی خاطر ہی سفر میں ہے قلمدانِ حضورؐ

مالکِ ارض و سما کے وہ نبی ہیںؐ آخری
علم، تقویٰ، بندگی یہ سب ہیں سامانِ حضورؐ

ہر طرف اُنؐ کے کرم کی ہیں گھٹائیں رقص میں
کھُل کے برسے گا سرِ محشر بھی بارانِ حضورؐ

اپنے آبا کی روایت سے جدا ہو کر بہت
مضطرب ہیں، دربدر ہیں، ہم غلامانِ حضورؐ

آرزو ہے نورِ نسبت سے رہے روشن جبیں
حشر کے دن بھی رہے ہاتھوں میں دامانِ حضورؐ

مَیں بھی اُس زندہ قبیلے کا ہوں اک مردِ ضعیف
جس میں شامل ہیں رضاؒ و کعبؓ و حسّانؓ حضورؐ

اس مقدّر کی بلندی پر کروں شکرِ خدا
مجھ سا عاصی بھی بنا ہے آج مہمانِ حضورؐ

خاکروبی کا مجھے اعزاز مل جاتا کبھی
مَیں، مرا بیٹا بھی ہوتا، کاش، دربانِ حضورؐ

اپنے بھائی پر تو کیا اپنے عدوئے جاں پہ بھی
گھر کے دروازے کھلے رکھیں محبّانِ حضورؐ

میرے اندر سے نیا انسان ابھرا ہے ریاضؔ
مَیں نے غصہ تھوک ڈالا سن کے فرمانِ حضورؐ

خوش بخت اُنؐ کی زلفِ سیہ کے اسیر ہیں
سارے غلام آپؐ کے روشن ضمیر ہیں

اللہ کی کتاب کی تفسیر ہیں حضورؐ
قرآن کہہ رہا ہے بشیر و نذیر ہیں

تصویرِ عجز، کاسہ بکف، پیکرِ ادب
آقاؐ کے در پہ آج بھی سلطان و میر ہیں

اب دوسرے کسی کی قیادت نہیں قبول
آدم کی نسل کے مرے آقا امیر ہیں

سردارِ کائنات کے اک ایک نقش سے
پوری لغت کے حرفِ ادب مستنیر ہیں

مقروض ہے ازل سے ہجومِ مہ و نجوم
نورِ خدا ہیں، مالکِ نورِ کثیر ہیں

بعد از خدا حضورؐ کا آتا ہے لب پہ نام
آقاؐ ہمارے نائبِ ربِّ قدیر ہیں

کون و مکاں میں ایک بھی اُنؐ کی نہیں مثال
دعویٰ غلط، حضورؐ ہماری نظیر ہیں

نعتِ حضورؐ نامۂ اعمال میں ہے درج
محشر کے دن بھی ہم ہی امیر و کبیر ہیں

شایانِ شان نعت کوئی ہو نہیں سکی
عظمت کا آفتاب وہؐ ماہِ منیر ہیں

ہم جادۂ حیات پہ یاسیدالبشرؐ
گردِ اَنا میں مٹتی ہوئی سی لکیر ہیں

ہر روز مانگتے ہیں کھلونے نئے نئے
آقا حضورؐ، آج کے بچے شریر ہیں

ہم لوگ مال و زر نہیں رکھتے مگر، ریاضؔ
اپنے نبی کے ارض و سما میں سفیر ہیں

تقسیم تاج و تخت ہیں ہوتے جہاں، ریاضؔ
ہم اُس گلی کے مانگنے والے فقیر ہیں

❀❀❀

ہر ذرّے کی تزئین ستاروں سے ہوئی ہے
پس منظرِ فردوس میں طیبہ کی گلی ہے

پروانہ حضوری کا صبا لائے گی اِمشب
یہ کیا کہ مرے گھر کی فضا مہکی ہوئی ہے

اب کوئی جزیرہ بھی نظر آتا نہیں ہے
کشتی مری امواجِ حوادث میں گھری ہے

آقا جیؐ، وہی دھوکے میں امت کی قیادت
اک لاش سرِ راہگذر کب سے پڑی ہے

مَیں زندہ حقائق سے چراتا رہا نظریں
محرومی کی دلدل میں مری نسل کھڑی ہے

بھیگے ہوئے، سرکار، مناظر ہیں ادب کے
برسات مرے اشکوں کی کاغذ پہ سجی ہے

ہر پھول کی خوشبو کو رہن رکھنا پڑے گا
کچھ ایسی ہوا صحنِ گلستاں میں چلی ہے

آبا کے کفن بیچنے والوں ہی کے ہاتھوں
تیمور کی غیرت سرِ بازار بکی ہے

کب ہو گا سویرا مرے آنگن میں نبی جیؐ
ہر شمع دریچوں میں سرِ شام بجھی ہے

تاریخ کی بے داغ عدالت میں یقیناً
ہر جرمِ ضعیفی کی سزا ہم کو ملی ہے

ہم لوگ غلامی پہ رضامند ہیں، آقاؐ
محکومی کی قیمت ہمیں ڈالر میں ملی ہے

خوشبو صفِ ماتم سرِ گلشن ہے بچھاتی
پیراہنِ شبنم میں جو ہر ایک کلی ہے

سورج سوا نیزے پہ مصائب کا ہے آیا
محشر کی گھڑی ہے، یہی محشر کی گھڑی ہے

رکھ دی ہیں ریاضؔ، آپؐ کی دہلیز پہ آنکھیں
اشکوں کی تپش نعت کی صورت میں ڈھلی ہے

❀❀❀

شام و سحر ثنائے امیرِ اممؐ کریں
دنیا میں ایک کام یہی، ہم قلم کریں

موسم بہار کا رہے گھر میں مرے مقیم
مجھ پر حضورؐ اتنا زیادہ کرم کریں

اپنے تمام زندہ مسائل کو بھول کر
اشکوں سے اُنؐ کا اسمِ گرامی رقم کریں

جب بھی خیالِ خلدِ مدینہ کرے طواف
ارضِ بدن پہ چشمِ تمنا کو نم کریں

آلام و رنج و غم سے ملے گی ہمیں نجات
پڑھ کر درود اپنے بدن پر جو، دم کریں

الفاظ خوشنما سہی واعظ بہت مگر
قبلے کا رخ بھی جانبِ صحنِ حرم کریں

ہو گا تجھے نصیب حضوری کا رتجگا
اچھا ہے شامِ ہجر کی شدت کو کم کریں

ہر ہر قدم پہ کرتے چلیں جان و دل نثار
شہرِ رسولِ پاکؐ میں اتنا تو ہم کریں

اعزازِ لازوال چلو دیں انہیں ریاضؔ
افکارِ نو کو نعت کے لفظوں میں ضم کریں

❀❀❀

آپ کے در کی دربانیاں چھوڑ کر، میں کہاں جاؤں گا ،میں کہاں جاؤں گا
ملکِ مدحت کی سلطانیاں چھوڑ کر، میں کہاں جاؤں گا ،میں کہاں جاؤں گا

مجھ پہ اتنا کرم، میرا رکھا بھرم، سرنگوں ہے جبیں، سرنگوں ہے قلم
چشمِ حیرت کی حیرانیاں چھوڑ کر، میں کہاں جاؤں گا ،میں کہاں جاؤں گا

خوشبوئیں وجد میں، رقص میں تتلیاں، میرے دامن میں سجتی رہی کہکشاں
میرے آقاؐ، یہ تابانیاں چھوڑ کر، میں کہاں جاؤں گا ،میں کہاں جاؤں گا

پھول لطف و عطا کے کھلے ہیں بہت، زخم میرے بدن کے سلے ہیں بہت
رحمتوں کی یہ ارزانیاں چھوڑ کر، میں کہاں جاؤں گا ،میں کہاں جاؤں گا

اس برس بھی ملا اذنِ نعتِ نبی، اس برس بھی قلم کو ملی روشنی
بام و در پر گل افشانیاں چھوڑ کر، میں کہاں جاؤں گا ،میں کہاں جاؤں گا

میں حصارِ کرم میں ہوں، یامصطفیٰؐ، میں بہارِ کرم میں ہوں یامصطفیٰؐ
آسماں کی نگہبانیاں چھوڑ کر، میں کہاں جاؤں گا ،میں کہاں جاؤں گا

دل گرفتہ ہیں اہلِ وطن یانبیؐ، روشنی یانبیؐ، روشنی یانبیؐ
شامِ غم کی پریشانیاں چھوڑ کر، میں کہاں جاؤں گا ،میں کہاں جاؤں گا

اِس طرف کربلا، اُس طرف کربلا، یانبیؐ ہر طرف ہے قضا ہی قضا
گرمیٔ خونِ افغانیاں چھوڑ کر، میں کہاں جاؤں گا ،میں کہاں جاؤں گا

زخم خوردہ ہیں امت کے پیر و جواں، کب سے ہیں دربدر یا شہِ دوجہاں
جاں نثاروں کی قربانیاں چھوڑ کر، میں کہاں جاؤں گا ،میں کہاں جاؤں گا

ابرِ رحمت مسلسل برستا رہے، جام عشق و وفا کا چھلکتا رہے
سانس لینے کی آسانیاں چھوڑ کر، میں کہاں جاؤں گا ،میں کہاں جاؤں گا

مجھ کو آسودگی کا عمامہ ملے، میری ہر شاخ پر روشنی کھِل اٹھے
یانبیؐ، یہ پشیمانیاں چھوڑ کر، میں کہاں جاؤں گا ،میں کہاں جاؤں گا

میری تشنہ لبی کا مداوا ہوا، میری بنجر زمیں کو ملا حوصلہ
باد و باراں کی بارانیاں چھوڑ کر، میں کہاں جاؤں گا ،میں کہاں جاؤں گا

یہ سلامِ محبت مرا لیجئے، چارہ گر، میری چارہ گری کیجئے
ہر طرف نور افشانیاں چھوڑ کر، میں کہاں جاؤں گا ،میں کہاں جاؤں گا

اس قدر دلکشا ساعتیں مہرباں، اس قدر لالہ زاروں کی شادابیاں
ہر عطا کی فراوانیاں چھوڑ کر، میں کہاں جاؤں گا ،میں کہاں جاؤں گا

میری سانسوں میں کلیاں مہکتی رہیں، میرے آنگن میں رم جھم برستی رہے
بحرِ رحمت کی جولانیاں چھوڑ کر، میں کہاں جاؤں گا ،میں کہاں جاؤں گا

مَیں ریاضؔ ادب کا گنہ گار ہوں، مَیں ریاضِ ادب کا خطاکار ہوں
پر قلم کی قلمدانیاں چھوڑ کر، میں کہاں جاؤں گا ،میں کہاں جاؤں گا

ہو عطا سرکارؐ کے قدمَین کا صدقہ مجھے
حشر تک دامن میں رکھے آپؐ کا سایہ مجھے

مَیں نے اشکوں کے تسلسل کو نہیں روکا کبھی
منفرد بخشا گیا ہے اِس لئے لہجہ مجھے

خواہشوں کے اَن گنت دھبے ہیں سب چیچک زدہ
کل بھی شرمندہ کرے گا خارشی چہرہ مجھے

سر اٹھانا بھی اگر چاہوں تو وہ اٹھنے نہ پائے
اُنؐ کی چوکھٹ پر عطا ہو وہ کبھی سجدہ مجھے

حاضری کی مَیں نے کی ہے التجا شام و سحر
کب نظر آئے گا آقاؐ آپؐ کا روضہ مجھے

اس برس بھی آسماں والوں نے ذوق و شوق سے
ڈھونڈتے نقشِ قدم سرکارؐ کے دیکھا مجھے

مَیں مواجھے میں کھڑے ہو کر پکاروں گا انہیںؐ
حشر کا دن ہے، دکھا، میرے خدا، طیبہ مجھے

مَیں لپٹ جاتا قدومِ سیّدِ ابرار سے
عہدِ سرکارِ دوعالم گر عطا ہوتا مجھے

خوشبوئیں میرے قلم کو تھام کر رونے لگیں
کس نے خلدِ سیّدِ سادات میں سوچا مجھے

دودھ کی نہریں مبارک ہوں تمہیں فردوس میں
آمنہؓ کے لالؐ کا آئے نظر جلوہ مجھے

وقتِ ہجرت جو فضا میں آپؐ کے سر پر رہا
کاش مل جاتا کہیں وہ ابر کا ٹکڑا مجھے

میرے اسلوبِ ثنا کی حشر میں دھومیں مچیں
خوش نوا مدحت نگاروں کا ملے حلقہ مجھے

یہ مدینے کی ہوائے سبز ہے ورنہ، ریاضؔ
کون طیبہ کے در و دیوار پر لکھتا مجھے

لائے ہیں رنگ آج بھی میری دعا کے پھول
ہر شاخِ آرزو پہ ہیں فضلِ خدا کے پھول

ہر اک صدی گلاب سمیٹے ادب کے ساتھ
مہکے ہوئے ہیں ہر طرف غارِ حرا کے پھول

مَیں جانتا ہوں بادِ صبا کے مزاج کو
طشتِ ادب میں رکھے گی میری صدا کے پھول

مقروض ساعتیں انہیںؐ جھک کر کریں سلام
قدموں میں ہیں حضورؐ کے جود و سخا کے پھول

مجھ کو یقیں ہے، ایک دن آدم کی نَسْلِ نو
ریگِ عرب میں ڈھونڈ لے گی ارتقا کے پھول

روشن ہے اِن میں اشکِ مسلسل کی کہکشاں
مَیں نے سنبھال رکھے ہیں صبر و رضا کے پھول

شب خوں، مری ہوا، مرے پانی پہ ہے پڑا
آقاؐ، عطا کریں مجھے کالی گھٹا کے پھول

تم آمنہؓ کے لالؐ کی سیرت بیاں کرو
صلِّ علیٰ کہیں گے تمہاری اَنا کے پھول

مَیں خوش نصیب ہوں مَیں بڑا خوش نصیب ہوں
میری ہتھیلیوں پہ کھلے ہیں ثنا کے پھول

محشر کا دن ہے، آؤ نبیؐ پر پڑھیں درود
دامن میں آ گریں گے خود روزِ جزا کے پھول

لوگو! یزیدیت ہے کہیں لاشعور میں
خوں میں کھلے ہوئے ہیں ابھی کربلا کے پھول

محدود کب ہے خوشبوئے نعتِ نبیؐ، ریاضؔ
طیبہ نگر میں دیکھو گے ارض و سما کے پھول

❀❀❀

آنکھیں چھلک پڑیں مرے در پر کھڑے کھڑے
دیدار ہو گیا مجھے اکثر کھڑے کھڑے

چاہا ابھی تھا اسمِ محمدؐ رقم کروں
دنیا ہوئی ہے میری مصوّر کھڑے کھڑے

صدیاں گذر گئی ہیں مواجہے کے سامنے
ڈوبا رہا ہے کیف میں منظر کھڑے کھڑے

دامانِ آرزو کبھی خالی نہیں رہا
اترے کرم کے سینکڑوں لشکر کھڑے کھڑے

عفو و عطا کے سرخ گلابوں سے بھر گیا
مجھ سے گناہ گار کا دفتر کھڑے کھڑے

خوشبو طوافِ کلکِ ثنا سے تھکی نہیں
کیا لب ہوئے ہیں اس کے معطر کھڑے کھڑے

مجھ کو شفاعتوں کی ردا نے چھپا لیا
دنیا بدل گئی سرِ محشر کھڑے کھڑے

قدموں کو چومنے کا صلہ یوں دیا گیا
جاگا ریاضؔ میرا مقدّر کھڑے کھڑے

❀❀❀

لوحِ جاں پر مَیں رقم حرفِ صداقت کر لوں
کلکِ مدحت کی سرِ شام ضیافت کر لوں

اپنے اشکوں سے وضو کر کے بصد عجز و ادب
عشق کے سبز مصلّے پہ عبادت کر لوں

مَیں رعایا ہوں شہنشاہِ مدینہ کی، طلب
شہرِ طیبہ میں سکونت کی اجازت کر لوں

اُنؐ کے دربار میں اظہارِ طلب سے پہلے
آپ سرکارؐ سے تجدیدِ اطاعت کر لوں

جان جاؤں گا مَیں مفہومِ کتابِ دانش
آپؐ کے چہرۂ اقدس کی تلاوت کر لوں

چھوٹ جاؤں گا میں زنجیرِ مصائب سے ابھی
آپؐ کی ذاتِ مکرّم کو عدالت کر لوں

روغنِ گنبدِ خضرا کو سجا کر دل میں
کم بہت کم درِ آقاؐ کی مسافت کر لوں

آج بھی نقشِ کفِ پا ہیں فروزاں اُنؐ کے
شہرِ سرکارؐ کی گلیوں کی زیارت کر لوں

کھول کر آپؐ کے اوصافِ جمیلہ کی کتاب
اپنی ہر بزم کو مَیں بزمِ رسالت کر لوں

مجھ سے ناکارہ کو بھی پاس بلا لیں، آقاؐ
سوچتا رہتا ہوں اب اتنی جسارت کر لوں

طوق ہو اُنؐ کی غلامی کا گلے میں پہلے
پھر اگر چاہوں تو دنیا کی امامت کر لوں

قافلہ ٹھہرے ابھی شہرِ مدینہ کا، ریاضؔ
قریۂ شب کے سلاطیں سے بغاوت کر لوں

❁❁❁

بستی میں خوب ابرِ کرم کی لگے جھڑی
بکنے لگے ہیں گھر کے اثاثے بھی یا نبیؐ

بچے اداس عید کے دن ہیں کہاں چھپوں
لیتا ہوں سسکیاں مرے آقاؐ دبی دبی

لاؤں جگر بلالؓ کا آقاؐ کہاں سے مَیں
زنجیر میرے پاؤں کی میری ہے بزدلی

بادل ہجوم کر کے اتر آئے ہیں، حضورؐ
لیکن لباس میرے بدن پر ہے کاغذی

صبحیں طلوع ہوں مرے آنگن میں صد ہزار
ٹل جائے رات سر سے مسلسل عذاب کی

بچوں کی ہوں کتاب میں محنت کی تتلیاں
ہر لفظ میں چراغ رکھے دستِ آگہی

تاریکیاں ہیں عَصرِ جدیدہ کا پیرہن
ہر عَصر لے چراغِ مدینہ سے روشنی

محرومیوں کی راکھ میں بکھرے ہوئے سراب
مجھ کو حصارِ خوف میں رکھیں گے آج بھی

اپنے ہی دکھ سمیٹتا رہتا ہوں نعت میں
مجھ کو ملی ہے حرفِ تسلی کی چاندنی

دیتا ہے ہر کسی کو اذیّت نفس نفس
سفاّک اِس قدر بھی کیا ہوتا ہے آدمی

سر پر کھڑے ہیں کالی گھٹاؤں کے قافلے
سیلِ رواں میں کیا مری ٹھہرے گی جھونپڑی

آنگن میں اضطراب کا موسم ہے خیمہ زن
مجھے کو لگی ہے کب سے مصائب کی ہتھکڑی

کامل یقین رکھتے ہیں دیوار و در، حضورؐ
رحمت ضرور ایک دن آئے گی آپؐ کی

آقاؐ، مرا بھی رزق مہاجن ہیں لے گئے
آقاؐ، ریاضؔ نوحہ کناں ہے گلی گلی

❁❁❁

سرِ مقتل، غلامو! نعرۂ تکبیر بن جانا
پڑے سچ بولنا تو اسوۂ شبیر بن جانا

تُو اکثر رقص میں رہتا ہے اے میرے قلم، لیکن
درِ اقدس پہ جا کر عجز کی تصویر بن جانا

دیارِ نور میں پہنچو تو میرے باوضو لفظو!
کتابِ عشق کی مہکی ہوئی تحریر بن جانا

اے سلکِ اشک! دہلیزِ نبیؐ پر آج کی شب بھی
ضروری ہے کہ دیوانے کی تُو زنجیر بن جانا

منافق ساعتوں کا شہرِ مدحت سے گذر کیونکر
تُو خود ہی نعت کے مضمون کی تفسیر بن جانا

مَیں کب تک دشت و صحرا میں تلاشوں گا خنک موسم
مرے ہر خواب کی طیبہ نگر! تعبیر بن جانا

ثنا کے سرخ پھولوں سے مہکتی تم رہو، لیکن
پڑے جب وقت تو شاخو! مری شمشیر بن جانا

ریاضؔ بے نوا کے واسطے حیرت کا باعث ہے
اَنا کی بستیوں کا قریۂ تسخیر بن جانا

❁❁❁

زر کی تمازتوں کے مہ و سال پر نظر
شہرِ قلم کی ہر رہِ پامال پر نظر

ہے فردِ جرم تیرہ شبی سے لکھی گئی
سلکِ انا سے کاڑھی ہوئی شال پر نظر

ہر شخص کے حقوق کی توثیق پھر حضورؐ
ہر دورِ انقلاب کی تمثال پر نظر

سکّے تمام کھوٹے ہیں رائج گلی گلی
فکری مغالطوں کی بھی ٹکسال پر نظر

اندر سے ٹوٹ پھوٹ گیا ہے تنا، حضورؐ
دیمک زدہ درخت کی ہر ڈال پر نظر

تاریخ اضطراب کے عالم میں ہے حضورؐ
خود ساختہ ہواؤں کے سُر تال پر نظر

اربابِ اختیار کا دن رات احتساب
دھوکہ دہی کے پھیلے ہوئے جال پر نظر

برگد کے بوڑھے پیڑ پہ تخلیق حرفِ نو
آقاؐ کبھی ہماری بھی چوپال پر نظر

ہم تو فقیر آپؐ کے در کے ہیں، یا نبیؐ
رکھتے نہیں کسی کے زر و مال پر نظر

بچے برہنہ سر ہیں قیامت کی دھوپ میں
اللہ کے واسطے مرے احوال پر نظر

اللہ کے واسطے مری آ کر مدد کریں
آقاؐ، لٹے ہوئے مرے اموال پر نظر

حافظ خدا ہے جلتے نشیمن کا، یارسولؐ
جھڑتے ہوئے بدن کے پر و بال پر نظر

الجھے ہوئے خیال کی کھولے گرہ ہوا
اوراقِ روز و شب کی ان اشکال پر نظر

مقتل سجا رہی ہے سپاہِ شبِ سیاہ
ہر بوالہوس کی تختی اقوال پر نظر

مدفون زیرِ آب ہے دولت خلوص کی
فکر و عمل کے ڈوبتے پاتال پر نظر

چارہ گری ریاضؔ کریں گے مرے حضورؐ
ٹھہری ہوئی ہے میری بھی لجپال پر نظر

جس نے قلم دیا ہے اُسی کو حساب دیں
ہم عہدِ نو کو عشقِ نبیؐ کا نصاب دیں

جس کے ورق ورق پہ ہو مدحت کی دلکشی
بادِ صبا کے ہاتھ میں ایسی کتاب دیں

پہلے سمیٹ لیں سرِ شب خوشبوئیں تمام
کلکِ ثنا کو پھر تر و تازہ گلاب دیں

ابو ہمارے گھر میں نہیں آتے کیوں حضورؐ
ہم روسیاہ، بچوں کو اب کیا جواب دیں

جو کچھ کریں حضورؐ کی خدمت میں پیش ہم
قندیلِ چشمِ تر کی اُسے آب و تاب دیں

روشن کروں گا نعتِ نبیؐ سے ضمیرِ شب
بجھتے ہوئے ہزار مجھے آفتاب دیں

کتنے ہیں عکس گنبدِ خضرا کے موجزن
لاکھوں، چراغِ دیدۂ پُرنم جواب دیں

پھر جاں بلب ہیں تشنہ زمینیں قدم قدم
آقاؐ، انہیں بھی آبِ خنک کے سحاب دیں

آقاؐ، چمن فروش شیاطیں کی بھیڑ کو
ارضِ گلاب کی جگہ ارضِ عذاب دیں

سچ بولنا سرشت میں شامل نہیں، حضورؐ
ملت کو قائدین مسلسل سراب دیں

خالی ہیں ہاتھ، دامنِ امید خوں میں تر
ننگے سروں پہ سایۂ ام الکتاب دیں

آقاؐ، چھنے ہوں جن سے دھنک کے تمام رنگ
وہ لوگ کیوں نہ بچوں کو رنگین خواب دیں

اپنے بھی عیب ڈھونڈنے نکلے کبھی ریاضؔ
کشکول میں حضورؐ، زرِ احتساب دیں

❀❀❀

ہر مکاں بھی، ہر زماں بھی آپؐ کے سائے میں ہے
روز و شب کی داستاں بھی آپؐ کے سائے میں ہے

دھوپ سے خائف سی رہتی ہے یہ کیوں خلقِ خدا
جب زمیں کیا آسماں بھی آپؐ کے سائے میں ہے

تا ابد ہیں آپؐ کے ابرِ کرم کی وسعتیں
یہ جہاں بھی وہ جہاں بھی آپؐ کے سائے میں ہے

آپؐ کا حقِ تصرّف ہے ورائے آسماں
جلتی بجھتی کہکشاں بھی آپؐ کے سائے میں ہے

صرف بوبکرؓ و عمرؓ ہی کے نہیں آقاؐ، حضورؐ
دشمنِ دیں کا مکاں بھی آپؐ کے سائے میں ہے

کیا مری اوقات، کیا لوح و قلم کی ہے مجال
گرمیٔ نطق و بیاں بھی آپؐ کے سائے میں ہے

شہرِ اربابِ قلم کو دیں گے وہؐ حرفِ دعا
قریۂ وہم و گماں بھی آپؐ کے سائے میں ہے

باخبر ہیں میرے احوالِ پریشاں سے حضورؐ
دامنِ اشکِ رواں بھی آپؐ کے سائے میں ہے

روزِ محشر بھی تلاشیں گے نبی سب آپؐ کو
ہر زمانِ مرسلاں بھی آپؐ کے سائے میں ہے

آپؐ کے دامانِ رحمت میں ہے ہر خطہ ریاضؔ
آفتابِ ارضِ جاں بھی آپؐ کے سائے میں ہے

❁❁❁

ہر اک مکیں کے، اشکِ مؤدت کریں وصول
میرے غریب خانے کا نذرانہ ہو قبول

بادِ خزاں کے چلنے پہ پابندیاں لگیں
صحنِ قلم میں کھلتے ہوں حمد و ثنا کے پھول

کچھ اس قدر ہے خلدِ مدینہ سے دوستی
پیشِ نظر لحد میں بھی ہے روضۂ رسولؐ

یہ روشنی ہو چہرۂ انور کی کیا مثال
یہ روشنی تو آپؐ کے قدمین کی ہے دھول

سردارِ کائناتؐ کے دامن کو چھوڑ کر
ہر شخص بے سکوں ہے تو ہر شخص ہے ملول

پتھر کے دور میں ہے ابھی تک بشر، حضورؐ
بارش ہزار سال پڑے بھی تو ہے فضول

عقل و شعور کا کرے ماتم مرا سخن
''دانش کدہ'' حضورؐ ہے ہر قریۂ جہول

مٹی بھی ہے عذابِ مسلسل میں مبتلا
اگتے ہیں کھیت میں تھوہڑ نما ببول

ہر ہمسفر پہ کرتا ہوں میں اندھا اعتماد
میرا یہ اعتماد ہی، آقاؐ، مری ہے بھول

اجداد کے کفن کہیں نیلام گھر میں ہیں
گروی رکھی ہوئی ہے کہیں عظمتِ بتولؓ

قیدی ہیں اپنے اپنے مفادات کے، حضورؐ
ممکن نہیں رہا زرِ اخلاص کا حصول

احیائے دیں کا اس کو علَم ہو کبھی عطا
تہذیبِ نو کا ضابطہ ہے نہ کوئی اصول

کلکِ ثنا، ثنائے محمدؐ کرے ریاضؔ
مہکے گلِ درودِ منور شبِ نزول

❁❁❁

محفل سجی ہوئی ہے ثنائے رسولؐ کی
برسیں گے رات بھر یہاں انوارِ سرمدی

اوراقِ جاں پہ چلنے لگا خودبخود قلم
پیشِ نظر ہے شہرِ نبیؐ کی گلی گلی

آتے ہیں یاد منبر و محراب بھی بہت
آتی ہے یاد گنبدِ خضرا کی دلکشی

تازہ حروفِ نعت لبوں پر سجاؤں گا
دعوت مجھے ملی ہے ثنائے رسولؐ کی

اُنؐ پر پڑھیں درود، ادب سے جھکا کے سر
جگنو، دھنک، گلاب، قلم، لفظ، روشنی

میں کیا ترے سوال کا دوں گا ابھی جواب
قلب و نظر میں شہرِ پیمبرؐ ہے اس گھڑی

نعتِ نبیؐ نے حرفِ تسلی کیا عطا
تصویرِ غم بنا ہوا بستی میں تھا کوئی

آقا حضورؐ، لفظ بھی سچ بولتے نہیں
شہرِ قلم میں ایسی غضب کی ہوا چلی

صدیوں کی راکھ گرتی ہے آقاؐ، سرِ بدن
چھائی ہوئی ہے میرے تمدن پہ رات سی

جلتے رہے ہیں زندہ مسائل کی آگ میں
آقاؐ، کرم، کرم ہو غلاموں پہ آج بھی

حرفِ ثنا قلم سے لپٹنے لگے ریاضؔ
ہونے لگی ہے میرے دریچوں میں روشنی

❁❁❁

غبارِ شب میں ہے، یا مصطفیٰؐ، سحر میری
اڑی ہے خاکِ پریشاں بھی، در بدر، میری

ہوائے خلدِ مدینہ اِدھر سے بھی گذرے
دعائیں مانگتی ہے شاخِ بے ثمر میری

کئی دنوں سے کوئی قافلہ نہیں گذرا
اداس، اس لئے رہتی ہے رہگذر میری

حصارِ خوفِ مسلسل میں ہیں مرے بچّے
حضورؐ، لیجئے آ کر کبھی خبر میری

سلام کرتی ہے طیبہ کے ہر مسافر کو
چراغِ راہ گذر ہے یہ چشمِ تر میری

کہا ہے کچھ تو مرے ناخدا نے موجوں سے
بنی ہوئی ہے سمندر میں جان پر میری

حضورؐ، اپنے مفادات کا مَیں قیدی ہوں
نہیں گواہی عدالت میں معتبر میری

شرف ملے گا حضوری کا آج بھی مجھ کو
زباں پہ آئے تمنائے مختصر میری

درِ حضورؐ پہ آیا ہوں بعد مدّت کے
ریاضؔ عمر ہو، باقی، یہیں بسر، میری

❀❀❀

کلکِ مدحت ہے مری، حرفِ دعا کی صورت
مَیں نے ہر لفظ میں دیکھی ہے ثنا کی صورت

شہرِ آقاؐ میں برستی ہوئی آنکھوں کو سلام
میرے اشکوں سے ہیں تر کالی گھٹا کی صورت

وہؐ مساواتِ حقیقی کی مثالِ آخر
کون ہے؟ اُنؐ کے سوا، صدق و صفا کی صورت

یہ سمجھ لینا کہ فیضانِ نبیؐ ہے اِس میں
ایک سی لگتی ہے جب شاہ و گدا کی صورت

اُنؐ کی تعظیم سکھاتی ہے کتابِ اقدس
اُنؐ کی تقلید ہے اللہ کی رضا کی صورت

جن کا دامانِ کرم ارض و سما پر ہے محیط
میری سرکار، ہیں وہ جود و سخا کی صورت

اُنؐ کے انفاس کی خوشبو کو بسا لے دل میں
صرف اور صرف ہے یہ تیری بقا کی صورت

پرچمِ حمد و شفاعت کا مقامِ محمود
ہر بلندی ہے ملی روزِ جزا کی صورت

میری سرکارؐ کے قدمَین کو چوما تھا کبھی
اس لیے پھول سی ہے ارضِ خدا کی صورت

ایک اک لفظ کے سر پر ہے غلامی کی ردا
دستِ شاعر ہے پر و بالِ ہُما کی صورت

چاند چمکا تھا کبھی چرخِ رسالت کا یہاں
روزِ روشن سے بھی روشن ہے حرا کی صورت

ابنِ آدم کو تکبر سے رہائی دے کر
دفن کی آپؐ نے ہر جھوٹی انا کی صورت

جو پرِ کاہ سے کمتر تھا وطن میں اپنے
وہ درِ شاہ پہ ہے بالِ ہما کی صورت

آج بھی ویسے کے ویسے ہیں منوّر لمحے
آج بھی ویسی کی ویسی ہے حرا کی صورت

آئنے بانٹتے آئی ہے مدینے سے ریاضؔ
کون پہچانے گا اب بادِ صبا کی صورت

❁❁❁

دست بستہ یوں تو ہے کب سے عجم کی روشی
صرف ہو میرے مقدّر میں حرم کی روشنی

جھوم کر اترے دھنک صلِّ علیٰ کہتے ہوئے
منتظِر لوحِ ادب پر ہے قلم کی روشنی

کہکشاں تو کہکشاں، افلاک میں چاروں طرف
یا نبیؐ، ہے آپؐ کے نقشِ قدم کی روشنی

آج بھی دامن بچھا کر آپؐ کی دہلیز پر
ملتمس ہے زندگی کے پیچ و خم کی روشنی

آپؐ کا قاصد مرے گھر میں جب آیا تھا، حضورؐ
ہر قدم پر میرے اشکوں نے رقم کی روشنی

کب سخن کی تنگناؤں سے گذرنا ہے پڑا
ہے بیاضِ نعت میں میرِ امم ﷺ کی روشنی

تا ابد سر پر رہے گی ہر کسی مخلوق کے
سیدِ ساداتﷺ کے دستِ کرم کی روشنی

امنِ عالم کی ضمانت دے رہی ہے آج بھی
لشکرِ سرکارِ طیبہ کے علَم کی روشنی

عالمِ برزخ میں بھی ہے کہکشاؤں کا ہجوم
مرقدِ شاعر میں ہے ملکِ عدم کی روشنی

ہجرِ سرکارِ مدینہ ﷺ میں رہی شب بھر شریک
محترم ہے اس لیے رنج و الم کی روشنی

کب مجھے معلوم ہے، کتنے زمانوں سے، ریاضؔ
اُنﷺ کی چوکھٹ پر پڑی ہے چشمِ نم کی روشنی

❁❁❁

ہر ایک آئنے میں مدینے کا عکس ہو
میلادِ مصطفیٰؐ کے مہینے کا عکس ہو

انگشتِ زندگی کے حسیں ماہ و سال میں
حُبِّ نبیؐ کے سبز نگینے کا عکس ہو

اللہ کرے تمدن و تہذیب عصر میں
اُس شہرِ بے مثال کے زینے کا عکس ہو

میری بیاضِ نعت کے اوراقِ نور پر
خوش بخت ساعتوں کے خزینے کا عکس ہو

جنت کی وادیوں کے ہر اک سبزہ زار پر
آقاؐ، فضائے نعت میں جینے کا عکس ہو

کشکولِ روز و شب میں جو سکّے گریں، حضورؐ
ان میں مرے ہی خون پسینے کا عکس ہو

میری ثنا کے آئنہ خانے میں آج بھی
لوح و قلم میں برپا شبینے کا عکس ہو

امواجِ عشقِ سیدِ لولاکؐ میں، ریاضؔ
طیبہ کے ساحلوں کے سفینے کا عکس ہو

❁❁❁

نوکِ قلم پہ اسمِ نبیؐ ہے لکھا ہوا
ہر لمحہ میری عمر کا ہے رتجگا ہوا

لپٹی ہوئی ہیں ایک اک مصرعے سے خوشبوئیں
کس کا ہے نام خلدِ سخن میں کھلا ہوا

کس کس کے آنسوؤں کی ہے جھالر قدم قدم
میلہ ہے التجاؤں کا کب سے لگا ہوا

میری بیاضِ نعت میں ہیں آئنے بہت
اشکِ رواں سے میرا قلم ہے دُھلا ہوا

اِس کو عطا ہو اذنِ سکونت، مرے حضورؐ
اک بے نوا ہے آپؐ کے در پر پڑا ہوا

کب سے لپک رہے ہیں دھنک کے تمام رنگ
ابرِ کرم میں میرا ہے آنگن گھرا ہوا

آقاؐ کا نام لے کے دھڑکتا ہے اس لیے
خاکِ درِ حضورؐ سے دل ہے بنا ہوا

کرنوں کے پھول بانٹتا پھرتا ہوں رات دن
میری ہتھیلیوں پہ ہے سورج اگا ہوا

مرکز ثنائے مرسلِ آخرؐ کا، یاخدا
محشر کے بعد بھی ہو مرا گھر بنا ہوا

چہرہ مرا ہے حشر کے گرد و غبار میں
گرد و غبارِ شہرِ نبیؐ سے اٹا ہوا

یہ پوچھئے گا بادِ صبا سے مرے رفیق!
شاعر ہے کس لیے سرِ محفل بجھا ہوا

بہنے کی دوں گا کب میں اجازت انہیں، ریاضؔ
ہر اشک میں ہے گنبدِ خضرا سجا ہوا

سرکارؐ کی توصیف کے اخبار لکھے ہیں
بوٹے مرے افکارِ جدیدہ کے ہرے ہیں

اخلاص پہ بنیاد ہے ہر حرفِ ادب کی
یہ سارے مضامینِ محبت ہی کھرے ہیں

ہر پھول مہکنے کا ہنر آپؐ سے سیکھے
اربابِ چمن نقشِ کفِ پا سے بنے ہیں

الٹوں مَیں ورق کون سا، آقائے مکرّم
احوالِ پریشاں مرے اشکوں سے بھرے ہیں

ہم جیسے گنہ گار بھی محشر کی گھڑی میں
سرکاؐ کی رحمت کے سزاوار ہوئے ہیں

آقا جیؐ کے قدمَین مبارک کی بدولت
الفاظ کی شاخوں پہ نئے پھول کھلے ہیں

طیبہ کا مسافر ہوں، ہٹو، شب کے اندھیرو!
اشجار بھی رستے میں محبت سے ملے ہیں

ہاتھوں میں لئے پھول عقیدت کے مسلسل
قدمَین کی جانب درِ آقاؐ پہ پڑے ہیں

ہم نعت نگاری کے وسیلے سے بہارو!
ہر وقت مواجھے کے گلستاں میں کھِلے ہیں

دیوانے غلامی کی سند ہاتھ میں تھامے
طیبہ کے گلی کوچوں میں گم صم سے کھڑے ہیں

تخلیق کے دن اسمِ نبیؐ تم نے لیا تھا
ہم آج بھی لب، تیرے، قلم! چوم رہے ہیں

شاداب، ریاضؔ اپنی بھی کھیتی ہے ازل سے
جنگل مرے جذباتِ محبت کے گھنے ہیں

کوئی نسبت نہ رکھتے شعر، طیبہ سے اگر میرے
کہاں ہوتے حوالے زندگی کے معتبر میرے

کئی دن سے صبا اور خوشبوئیں واپس نہیں لوٹیں
کہیں رستے میں رک جاتے ہیں شاید نامہ بر میرے

ہر اک ذرّے کو آدابِ سحرگاہی سکھاتے ہیں
بہت مصروف رہتے ہیں اِدھر قلب و نظر میرے

میں ہر لمحے کے ہاتھوں پر ثنا کے پھول رکھتا ہوں
قلم کے روبرو ہیں آج بھی شام و سحر میرے

انہیؐ کے ذکر سے قائم بھرم ہے میرا محفل میں
انہیؐ کے ذکر سے مہکیں چمن زارِ ہنر میرے

مدینے کا پتہ مت پوچھتے پھرنا ہواؤں سے
جلیں گے آندھیوں میں بھی چراغِ رہگذر میرے

مریضِ عشق کی تو آرزو ہی مختصر سی ہے
مجھے طیبہ میں لے جائیں کسی دن چارہ گر میرے

قیامِ حشر تک سایہ کریں گے ہر مسافر پر
مضافاتِ مدینہ میں اگیں یارب شجر میرے

میں اڑنے کا ہنر بھی بھول بیٹھا ہوں مدینے میں
ہوا نے باندھ رکھے ہیں ادب سے بال و پر میرے

سنہری جالیوں کو چومنے سے قبل لازم ہے
نمِ ہجراں سے آنکھیں باوضو ہوں، ہمسفر میرے

مدینے کی فضاؤں نے غنی ہے کر دیا مجھ کو
گہر بکھرے ہوئے ہیں ہر طرف اے چشمِ تر، میرے

جوارِ گنبدِ خضرا میں رہتے ہیں تر و تازہ
کبھی باہر سے بھی سوکھے نہیں برگ و ثمر میرے

مدینے اور مکے کے علاوہ میں کہاں جاتا
ریاضؔ، احوال ہیں عمرِ رواں کے مختصر میرے

سجا رہتا ہے آنکھوں میں مری، شہرِ منور بھی
اجالا ہی اجالا ہے مرے لفظوں کے اندر بھی

صبا اعلان کرتی ہے ادب سے خلدِ طیبہ میں
وسیلہ آپؐ کا محشر میں ڈھونڈیں گے پیمبرؐ بھی

خدا کے بعد تختی پر رقم اسمِ محمدؐ ہے
اُنہیؐ کا نام لکھتا ہے قلم میرا مکرّر بھی

میں تنہا کب چلوں گا روضۂ سرکارؐ کی جانب
مرے ہمراہ ہو گا اک ہجومِ ماہ و اختر بھی

قضا نے ہر گلی کے موڑ پر خیمے لگائے ہیں
سپاہِ خوف نے گھیرا ہوا ہے میرا لشکر بھی

لگی ہے آگ ہر بستی کے کھلیانوں میں برسوں سے
میں پاکستان سے لایا ہوں اشکوں کے سمندر بھی

مرے گھر کے در و دیوار ہی کب منتظر ٹھہرے
پکاریں، یارسول اللہ، مری بستی کے پتھر بھی

مدینے کے گلی کوچوں کے تابندہ تصور سے
کتابِ زندگی کا ہر ورق ہو گا مصوّر بھی

تلاشِ نقشِ پا میں ہیں ابھی تک قافلے والے
ہمیں ہوں عظمتِ رفتہ کے سب اسباق ازبر بھی

اُنہیںؐ معلوم ہے کس کس نے چشمِ تر سجائی ہے
مدینے کے بھکاری ہیں، نبی جیؐ، ہم ثنا گر بھی

ریاضؔ اب سرد لہجے مفت میں بھی کون لیتا ہے
حرارت آشنا ہوتا ہے طیبہ میں دسمبر بھی

❀❀❀

جوارِ کلکِ مدحت میں دھنک جذبوں کی اتری ہے
مری کشتِ سخن توصیف کے پھولوں سے مہکی ہے

یہ کس نے میری تختی پر نبیؐ کا نام لکھا ہے
مجھے صورت قلم کی جانی پہچانی سے لگتی ہے

گریں اب سبز بوندیں شہرِ طیبہ کی ہواؤں سے
کئی صدیوں سے نیلے آسماں پر سرخ آندھی ہے

دھواں بجھتے چراغوں کا سجا کر اپنی پلکوں پر
مری آنکھوں نے بینائی درِ اقدس پہ مانگی ہے

مہاجن کھیتیاں میری اٹھا کر لے گئے، آقاؐ
متاعِ عدل ڈالر کے غبارِ زر میں بکھری ہے

بلاوا آ ہی جاتا ہے اگر سائل کے سپنے میں
طلب سچی مدینے کے گلی کوچوں کی ہوتی ہے

جہاں سورج کی کرنوں کا گذر ہوتا نہیں، آقاؐ
مری عمرِ رواں جنگل کے اُس حصے میں گذری ہے

مدینے میں سکونت کا اقامہ مل گیا ہو گا
صبا رختِ سفر باندھے گلستانوں سے نکلی ہے

نبی جیؐ، اس طرف برسات ہو دن رات رحمت کی
مرے آنگن میں کھلتی کھڑکیوں پر آگ برسی ہے

ابھی اترے ہوئے چہرے ہیں میرے ناخداؤں کے
ابھی امواجِ سرکش میں گھری کاغذ کی کشتی ہے

ریاضؔ، اوراقِ دل کے حاشیے پر سبز لفظوں سے
ثنائے مرسلِ آخرؐ مرے اشکوں نے لکھی ہے

❁❁❁

طالب کرم کا ہوں مرے آقاؐ، کرم کرم
لایا ہوں ایک حرفِ تمنا، کرم کرم

کوئی مرا رفیق ہے، ہمدم، نہ ہمسفر،
جنگل میں ہوں میں آج بھی تنہا، کرم کرم

دیوار جس کا سایہ بھی مجھ کو نہ تھا نصیب
اُس کا گرا ہے مجھ پہ یہ ملبہ، کرم کرم

اوڑھے ہوئے ہے دھوپ کی چادر مرا بدن
تشنہ بدن پہ ابر کا چھینٹا، کرم کرم

آقاؐ، مہیب شامِ غریباں کی راکھ میں
کب تک لکھوں میں اپنا ہی نوحہ، کرم کرم

خوشبو کے لب پہ نعت کے دیکھے نہیں گلاب
اترا ہوا قلم کا ہے چہرہ، کرم کرم

سارا جہاں تو سارا جہاں ہے مگر حضورؐ
مقروض ہے مرا بھی قبیلہ، کرم کرم

امید کے چراغ جلاتا ہے، یا نبیؐ
بستی کا بے چراغ دریچہ، کرم کرم

آقاؐ ہوائے تند میں اکھڑے کئی درخت
جائے کہاں غریب سی چڑیا، کرم کرم

آقاؐ، ریاضؔ، خوفزدہ ہے کہاں چھپے
گردابِ ابتلا میں ہے کٹیا، کرم کرم

قطعہ

اتنی سی آرزو ہے خداوندِ دوجہاں
آنکھوں میں جھلملاتی رہے راہِ یار بھی
ہر قافلے کے نقشِ قدم چومتا رہوں
طیبہ کے راستے میں ہو میرا مزار بھی

❁❁❁

یا محمد مصطفےؐ، چشمِ کرم، چشمِ کرم
یا امام الانبیاء، چشمِ کرم، چشمِ کرم

یہ بجا پہلے ہی ہم مقروض ہیں سرکارؐ کے
المدد، یا مجتبیٰ، چشمِ کرم، چشمِ کرم

میں عدالت کے کٹہرے میں ہوں تنہا آج بھی
ہوں سراپا التجا، چشمِ کرم، چشمِ کرم

یہ یقیں ہے ایک دن اترے گا آنگن میں ضرور
رحمتوں کا سلسلہ، چشمِ کرم، چشمِ کرم

مجھ سے اک فالج زدہ، مظلوم سے انسان کو
دیجئے گا حوصلہ، چشمِ کرم، چشمِ کرم

بجھ رہے ہیں میری آنکھوں میں بصارت کے چراغ
لب پہ ہے حرفِ دعا، چشمِ کرم، چشمِ کرم

اک غریبِ شہرِ زر کی آج بھی بازار میں
ڈوب جائے گی صدا، چشمِ کرم، چشمِ کرم

پارسائی کا کوئی دعویٰ نہیں، آقا حضورؐ
میں بہت ہی ہوں برا، چشم کرم چشمِ کرم

آج بھی چاروں طرف خنجر بکف ہیں لشکری
گھر کا گھر جلنے گا، چشمِ کرم، چشمِ کرم

آپؐ کا در چھوڑ کر، جاؤں کہاں، یاسیدی
کس سے امیدِ وفا، چشمِ کرم، چشمِ کرم

میں تلاشِ رزق میں نکلوں تو نکلوں کس طرح
عصرِ نو ہے کربلا، چشمِ کرم چشمِ کرم

دیکھتا رہتا ہوں میں آقاؐ، مدینے کی طرف
سر برہنہ ہے ہوا، چشمِ کرم چشم کرم

دکھ کی چادر اوڑھ کر زندہ رہوں گا کب تلک
المدد، بہرِ خدا، چشمِ کرم چشمِ کرم

بھوک کے جنگل سے اگ آئے ہیں بستی میں، حضورؐ
دائرہ در دائرہ، چشمِ کرم، چشمِ کرم

آپؐ کی امت کی قسمت پر مسلّط ہے، حضورؐ
کربلا سی کربلا، چشمِ کرم، چشمِ کرم

آپؐ کے در پر جلا کر آرزوؤں کے چراغ
ہیں کھڑے شاہ و گدا، چشمِ کرم، چشمِ کرم

آج بھی مصروف ہیں موجوں سے سازش میں، حضورؐ
کشتیوں کے ناخدا، چشمِ کرم، چشمِ کرم

خوشبوؤں کے لب پہ ہیں، آقاؐ درودوں کے گلاب
نعت پڑھتی ہے صبا، چشمِ کرم چشمِ کرم

آپؐ کے شاعر ریاضؔ بے نوا پہ ظلم کی
ہو گئی ہے انتہا، چشمِ کرم، چشمِ کرم

صدیوں سے مقفّل ہے ماضی کی درخشانی
ہر سَمت نبی جیؐ، ہے ویرانی سی ویرانی

ماتھے پہ ندامت کا اک قطرہ نہیں، آقاؐ
کب مردہ ضمیروں میں زندہ ہے پشیمانی

مجرم ہے، عدالت میں کب سے ہے کھڑی امت
ہونٹوں پہ ہے خاموشی، آنکھوں میں ہے حیرانی

رسوائی ہی رسوائی اُمّت کا مقدّر ہے
دامانِ مسلماں میں ایثار نہ قربانی

ہم زندہ مسائل کی آغوش میں زندہ ہیں
کرتوت ہیں ابلیسی، اعمال ہیں شیطانی

ہر سَمت مصائب کی دیواریں ہی دیواریں
کفار کی دنیا میں آسانی ہی آسانی

تاروں پہ کمندیں کیا ڈالیں گے مرے بچے
ہم قعرِ مذلّت میں پسپائی کے ہیں بانی

افکار کی فصلوں کو پانی ہی نہیں ملتا
کیا عرض کروں، آقاؐ، ہر خطہ ہے بارانی

مَیں نعت نگاری کے دامن میں بھی رکھتا ہوں
دکھ اپنے قبیلے کے، ہر ذاتی پریشانی

ہمدرد مرے بن کر آئے ہیں جو مقتل میں
خارش زدہ چہروں پر ہے مکر کی ارزانی

غیرت کا نہیں پانی سردار کی آنکھوں میں
کیا اس کا بگاڑے گی میری یہ سخن دانی

دولت کا مَیں بھوکا ہوں، دولت کا مَیں پیاسا ہوں
ایمان ہے کیا میرا، کیا میری مسلمانی

جب نعتِ نبیؐ اترے انوار کے جھرمٹ میں
جذباتِ عقیدت کی دل میں ہو فراوانی

لمحاتِ مسرّت کی، آقا جیؐ، بشارت دیں
سرکارؐ رکے اک دن افلاس کی طغیانی

عامر کی شہادت سے جذبات ہوئے زندہ
ہم سب کو عطا کر دیں وہ غیرتِ ایمانی

کنگن ہوں غلامی کے ہر ایک کلائی میں
اُس در کی ملے میرے بچوں کو بھی دربانی

اک حرفِ دعا لب پر رکھتا ہے ریاضؔ، آقاؐ
قسمت میں خدا لکھے اس کے بھی ثنا خوانی

❁❁❁

حضوری کی بہارِ سرمدی میں ہو سحر میری
کتابِ آرزو بھی کس قدر ہے مختصر میری

طوافِ کعبہ سے فرصت ملے نہ سارا دن مجھ کو
خدایا، رات ہو طیبہ کی گلیوں میں بسر میری

کسی دن خود گھٹائیں چھاگلیں بھر بھر کے لائیں گی
رہے گی کب تلک محروم شاخِ بے ثمر میری

مَیں کیوں احسان لوں بادِ صبا! تیرے گلستاں کا
مدینے کی طرف جاتی ہے جب یہ رہگذر میری

صراطِ عشق میں اکثر لگی ٹھوکر مسافر کو
حکایت ہے کہاں اتنی بھی، لوگو، معتبر میری

یہی شامِ حوادث میں دلاسہ مجھ کو دیتی ہے
سلامت، یا خدا، رکھنا ہمیشہ چشمِ تر میری

تلاشوں آشیاں شہرِ نبیؐ میں مستقل اپنا
رہے گی ہمسفر کب تک متاعِ بال و پر میری

جوارِ گنبدِ خضرا میں کب سے ہیں مری آنکھیں
وہاں رہتی ہے تصویرِ ادب بن کر نظر میری

ہزاروں تتلیاں جگنو بھی خود حرفِ ستائش تھے
ہجومِ ماہ و انجم میں تھی کٹیا رات بھر میری

ریاضؔ اپنے گریباں سے اسے کیسے جدا کر دوں
شریکِ آرزو ہے آج بھی گردِ سفر میری

❁❁❁

شہرِ آقاؐ میں خدایا آب و دانہ چاہیے
طائرِ بے بال و پر کو آشیانہ چاہیے

قافلے کے گم شدہ افراد میں شامل ہیں ہم
مستقل طیبہ میں رہنے کا ٹھکانہ چاہیے

گنبدِ خضرا کی جس پہ جلوہ گر ہو چاندنی
ہم غلاموں کو تو بس ایسا گھرانہ چاہیے

مانگ لی ہے آپؐ سے حرفِ ادب کی سلطنت
مانگنے کا تو فقیروں کو بہانہ چاہیے

ہر زمانہ آپؐ کی تقلید پر مامور ہے
ہم کو سرکارِ دو عالمؐ کا زمانہ چاہیے

عدل کو بانٹا کرو تم آپؐ کی تقلید میں
فیصلہ جو بھی کرو وہ عادلانہ چاہیے

آخری دن ہیں حیاتِ چند روزہ کے، حضورؐ
امن کا اور عافیت کا شامیانہ چاہیے

ہم کسی جھوٹے تکلف کے نہیں قائل، ریاضؔ
جو بھی اندازِ ثنا ہو، والہانہ چاہیے

❀❀❀

قافلہ اترے کبھی، آقاؐ کے قدموں کی طرف
پھر ملے آسودگی، آقاؐ کے قدموں کی طرف

خلعتِ انوار میں ملبوس رہتی ہے سدا
رنگ و بو کی دلکشی، آقاؐ کے قدموں کی طرف

آؤ آؤ مانگنے والو! چلو طیبہ چلیں
بٹ رہی ہے روشنی، آقاؐ کے قدموں کی طرف

خوشبوؤں نے کھول لی ہے میری نعتوں کی بیاض
سرخرو ہو شاعری، آقاؐ کے قدموں کی طرف

اک کلی ہاتھوں میں خوشبو کے لیے صدہا چراغ
شاخِ دل پر ہے کھلی، آقاؐ کے قدموں کی طرف

نور کی برسات میں بھیگے ہوئے کوہ و دمن
ہے دھنک بھی سرمدی، آقاؐ کے قدموں کی طرف

آؤ اپنی جھولیاں بھرتے رہیں شام و سحر
ہمسفر، کیا ہے کمی، آقاؐ کے قدموں کی طرف

مَیں کہ تصویرِ ادب بن کر گذاروں پھول سی
لمحہ لمحہ زندگی، آقاؐ کے قدموں کی طرف

کب تلک بنجر زمینوں میں اگائے گا سراب
لوٹ آئے آدمی، آقاؐ کے قدموں کی طرف

آپؐ کے قدمَین کی خیرات ہے سب، اس لیے
حشر تک خلقت رہی، آقاؐ کے قدموں کی طرف

اب کھُلا ہے عمر بھر کی ٹھوکریں کھانے کے بعد
خیمہ زن ہے ہر خوشی، آقاؐ کے قدموں کی طرف

ہاں، مجھے معلوم ہے لکھتی ہے توصیفِ حضورؐ
میری آنکھوں کی نمی، آقاؐ کے قدموں کی طرف

آرزو ہے وقتِ رخصت لب پہ ہو صلِّ علیٰ
سانس نکلے آخری، آقاؐ کے قدموں کی طرف

روزِ محشر دوسرے مدحت نگاروں کی طرح
مغفرت میری ہوئی، آقاؐ کے قدموں کی طرف

راستے سارے رواں ہیں جانبِ شہرِ رسولؐ
جا رہی ہے ہر گلی، آقاؐ کے قدموں کی طرف

میری کشتِ روح پیاسی تھی ہزاروں سال سے
کیا ہوئی تشنہ لبی، آقاؐ کے قدموں کی طرف

قریہ قریہ امن کی خیرات ہے بانٹی گئی
نسلِ آدم جب جھکی، آقاؐ کے قدموں کی طرف

زرفشاں ہے نیلگوں آفاق سے، شام و سحر
عافیت کی چاندنی، آقاؐ کے قدموں کی طرف

شہرِ طیبہ میں سکونت کی کریں ہم التجا
ہو، ہوا سے دوستی، آقاؐ کے قدموں کی طرف

آرزو ہے، یاخدا، اب حشر تک مہکی رہے
کشتِ جاں پھولوں بھری، آقاؐ کے قدموں کی طرف

کیا مقدّر کی بلندی ہے مری کلکِ سخن
یہ تری جلوہ گری، آقاؐ کے قدموں کی طرف

کُل جہاں ہے آپؐ کے قدمَین کا صدقہ، ریاضؔ
میری بگڑی بھی بنی، آقاؐ کے قدموں کی طرف

سنگ اپنوں نے بہت تضحیک کے پھینکے، ریاضؔ
آؤ چلتے ہیں ابھی، آقاؐ کے قدموں کی طرف

وہ صبا تھی جو پلٹ آئی مدینے سے، ریاضؔ
ہم کھڑے ہیں آج بھی، آقاؐ کے قدموں کی طرف

❁❁❁

موسمِ سبز شاخوں پہ اترا، جھوم کر، نعت کی دلکشی کا
بھر گیا خوشبوؤں سے ہے آنچل، آج بھی پھول کی پنکھڑی کا

اُنؐ کی دہلیز کا لے کے بوسہ، ہر دعا عرشِ اعظم پہ پہنچی
اُنؐ کے در سے اٹھائے گا مشعل قافلہ جو بھی ہے روشنی کا

کیا جہالت مری تختیوں سے، حرفِ مدحت مٹائے گی آ کر
ہے صحیفہ مرے ہاتھ میں بھی، نعتِ سرکارؐ کی آگہی کا

دستِ بادِ صبا پر دھرے ہیں، آنسوؤں کے دیے چشمِ تر نے
جھک رہی ہیں ہوائیں ادب سے، کیا مقدر ہے نامہ بری کا

جشن برپا ہے عرشِ بریں پر، کہکشاں بچھ رہی ہے زمیں پر
کیا ولادت کے دن ہیں منوّر، کیا یہ موسم ہے پاکیزگی کا

نور ہی نور چھایا رہے گا، تا ابد میری کلکِ ثنا پر
میرے افکارِ نو میں ہے روشن، عکس مدحت کی تابندگی کا

مطمئن ہوں مرے گھر کے بچے، نعت پڑھتے ہیں پڑھتے رہیں گے
ذکرِ میرِ امم، چاند راتو، بس وسیلہ ہے آسودگی کا

کیا مقدّر قلم نے ہے پایا، کیا خنک روشنی کا ہے سایہ
حشر میں بھی ریاضؔ آپ کے ہے ہاتھ میں آئنہ شاعری کا

❀❀❀

حاصل ہر اک بشر کو دعا ہے حضورؐ کی
سایہ فگن سروں پہ ردا ہے حضورؐ کی

ممنون تشنگی کی ہو بنجر زمیں مری
ہر ہر افق پہ کالی گھٹا ہے حضورؐ کی

ہر ہر قدم پہ معجزے ہوتے ہیں رونما
ارض و سما کی ساری فضا ہے حضورؐ کی

محبوبیت کے پیرہنِ نور میں ہیں آپؐ
مطلوب اُس کو صرف رضا ہے حضورؐ کی

کتنی ہی کربلاؤں کے نرغے میں ہوں، مگر
مقتل میں ساتھ خاکِ شفا ہے حضورؐ کی

احسان مند آدمِ خاکی ہے تا ابد
ادراکِ کردگار عطا ہے حضورؐ کی

خورشید، چاند، پھول، افق سب ہیں آپؐ کے
خوشبو، دھنک، گلاب، صبا ہے حضورؐ کی

مصروفِ حمد حرفِ تشکّر لبوں پہ ہے
ہر بندگی کا نور عبا ہے حضورؐ کی

ہر پل ابد تلک جلیں توحید کے چراغ
راہِ عمل ازل سے جدا ہے حضورؐ کی

نسبت فقط حضورؐ کی نسبت ہے معتبر
دستورِ انقلاب صدا ہے حضورؐ کی

کیسے ردائے لطف میں لیتے ہیں وہ مجھے
محفوظ قصرِ جاں میں ادا ہے حضورؐ کی

بختِ رسا کی کیوں نہ بلائیں لیا کروں
منصب ریاضؔ میرا ثنا ہے حضورؐ کی

❀❀❀

خود کو ورق پہ شاعرِ ختمؐ الرسل لکھوں
جب تک جیئوں مَیں نعت کے انوار میں جیئوں

سب حال جانتے ہیں وہ اپنے غلام کا
آقاؐ کے روبرو مَیں کہوں بھی تو کیا کہوں

ہر ایک لفظ میری لغت کا ہے ملتجی
شاخِ ثنائے سرورِ کونینؐ پر کھِلوں

میری دعا کہے گی فرشتو! فلک کی سَمت
دہلیزِ مصطفیٰؐ کو ذرا چوم کر چلوں

خلدِ نبیؐ میں گنبدِ خضرا کے سامنے
اپنی مَیں نعت بادِ صبا سے کبھی سنوں

دل کو چھپا دوں قریۂ جنت کے آس پاس
آنکھوں کو طاقِ روضۂ سرکارؐ میں رکھوں

ہونٹوں پہ ہوں درود کے گجرے سجے ہوئے
نعتِ حضورؐ پڑھتے ہوئے حشر میں اٹھوں

جی چاہتا ہے حاضری سے قبل، ہمسفر!
ہر زائرِ رسولؐ کے قدموں تلے بچھوں

کتنی عجیب ہے یہ تمنا کہ روزِ حشر
اپنا مَیں نام نعت کے اخبار میں پڑھوں

طیبہ میں التجا ہے یہ ابن الحمید کی
مَیں اشک بن کے روزنِ دیوار میں جلوں

دیوارِ مصطفیٰؐ سے مَیں محشر کے بعد بھی
تصویرِ احترام کی بن کر لگا کروں

ہر آرزو ہے تشنۂ تکمیل، یاخدا!
تیرے جہاں میں خواب نہ دیکھوں تو کیا کروں

احباب مجھ کو ڈھونڈنے نکلیں تو مَیں ریاضؔ
گرد و غبارِ راہِ نبیؐ میں انہیں ملوں

گم مدحتِ نبیؐ میں ہے نطق و بیاں ترا
کیسے کوئی مٹائے گا نام و نشاں ترا

عرشِ بریں پہ جانے سے پہلے بصد ادب
ٹھہرے درِ نبیؐ پہ ہجومِ فغاں ترا

ہر لفظ احترام کے اوڑھے بدن پہ پھول
ہر لمحہ احتساب کا ہے امتحاں ترا

تو نے چراغِ نعت رکھے ہیں منڈیر پر
ہے موسمِ بہار کی منزل مکاں ترا

راہِ وفا میں سنگِ مفاسد کے باوجود
محوِ سفر ہے عشقِ نبیؐ! کارواں ترا

معراجِ مصطفیٰؐ کی بشارت ہے یہ عظیم
تاروں سے بھر گیا ہے زمیں! آسماں ترا

سرمایۂ حیات ہے توصیفِ مصطفیٰؐ
ممنون ہوں میں آج بھی عمرِ رواں ترا

ہر حرفِ آرزو کے ہے لب پر یہی دعا
آباد حشر تک رہے شہرِ گماں ترا

پوچھیں گے لوگ شاعرِ شاہِ عرب ہے کون
محشر میں بھی چلے گا زرِ جاوداں ترا

مجھ سے ملا کے ہاتھ ہوا لب کشا ہوئی
شام و سحر قلم رہے عنبر فشاں ترا

تشکیک و افتراق کی آندھی میں آج بھی
رستہ نہ بھول جائے کہیں سارباں ترا

منصب ملا دفاعِ نبیؐ کا تجھے، ریاضؔ
گونجے گا روزِ حشر بھی حرفِ اذاں ترا

❀❀❀

کتنی طویل ہے یہ شبِ قریۂ جھول
ممکن مرے حضورؐ ہو پھر علم کا حصول

جب آئینہ فرشتے دکھائیں بروز حشر
چہرے پہ شہرِ سرورِ کونین کی ہو دھول

رکنے کا نام موت ہے طیبہ کے قافلو!
تاریخِ ارتقا کا فقط ہے یہی اصول

ہر پل خلش ضمیر کی زندہ ہے ہمسفر!
آنکھوں میں اشک ہائے ندامت کا ہے نزول

تنہا، اداس، خوف زدہ، پائمالِ غم
شاعر حضورؐ آپؐ کا ہے آج بھی ملول

آقاؐ، انہیں بھی نورِ بصیرت عطا کریں
نسلوں کا امتحاں ہے کسی رہنما کی بھول

اُنؐ کے نقوشِ پا کے وسیلے سے یاخدا!
ہوں بے نوا کے سارے ہی حرفِ دعا قبول

سرکارؐ شہرِ علم ہیں اس واسطے ریاضؔ
ہر ہر قدم پہ کھِلتے رہیں آگہی کے پھول

❁❁❁

سرکار سے جو مانگا ہے وہ پاؤں گا مَیں بھی
دامانِ طلب طیبہ سے بھر لاؤں گا مَیں بھی

ہر قلبِ پریشاں کو سرِ شامِ تمنا
آقاؐ کی ثناخوانی سے گرماؤں گا مَیں بھی

طیبہ کے سفر میں مری انگلی کو پکڑ لو
خوشبو کی طرح جھوموں گا لہراؤں گا مَیں بھی

آنکھوں کو چھپا لوں گا پسِ گنبدِ خضرا
شاخِ دلِ پژمردہ کو مہکاؤں گا مَیں بھی

آئیں گے مری قبر میں دینے وہ دلاسا
اپنوں سے بہت دور جو گھبراؤں گا مَیں بھی

رودادِ جفاکیشئ کفار سے شب بھر
اربابِ وفاکیش کو تڑپاؤں گا مَیں بھی

سورج سوا نیزے پہ جو ڈھائے گا قیامت
تب قدموں سے آقاؐ کے لپٹ جاؤں گا مَیں بھی

کملی میں چھپا لیں گے گنہگار کو آقاؐ
جب حشر میں مجرم کی طرح آؤں گا مَیں بھی

سائل ہوں ریاضؔ اتنی کریں گے وہؐ عطائیں
خود اپنی تمناؤں پہ شرماؤں گا مَیں بھی

طوافِ گنبدِ خضرا مدام کرتی ہے
نگاہِ شوق ادب سے سلام کرتی ہے

مرے قلم کا مقدّر کہ روشنی اس کی
ہوائے شہرِ نبیؐ سے کلام کرتی ہے

سنو کہ خلدِ بریں بھی گلاب سب اپنے
ازل سے خلدِ مدینہ کے نام کرتی ہے

جہاں میں آپؐ کی سیرت کی کہکشاں آقاؐ
شبِ سیاہ کا قصہ تمام کرتی ہے

سرورِ نعت میں ڈوبی ہوئی زباں میری
شعورِ نعتِ پیمبرؐ کو عام کرتی ہے

مَیں خوش نصیب مسافر ہوں، عشقِ احمد کی
مرے بدن میں حرارت قیام کرتی ہے

غبارِ راہِ مدینہ بنے کفن میرا
طلب حیات یہی صبح و شام کرتی ہے

ہر ایک چیز جو تخلیق کی گئی ہے ریاضؔ
مرے نبیؐ کا صدا احترام کرتی ہے

دروازہ وا ہوا ہے مقدّر کا آج بھی
جاگا ہے پھر نصیب سخنور کا آج بھی

گجرے لئے کھڑے ہیں ہواؤں کے قافلے
گلشن کِھلا ہے ذکرِ معطّر کا آج بھی

روئے زمیں پہ آمدِ سرکارؐ کے طفیل
جاری نزول ہے مہ و اختر کا آج بھی

بچے مرے اداس نہ ہوں، مطمئن رہیں
صدقہ ملے گا آلِ پیمبرؐ کا آج بھی

نعتِ نبیؐ کے کیفِ مسلسل میں ڈوب کر
انسان جاگتا رہے اندر کا آج بھی

کلیاں ہوا کے ہاتھ پہ رکھتا ہوں، یا نبیؐ
لیکن محیط دَور ہے پتھر کا آج بھی

آؤ ریاضؔ نعت کے روشن کریں چراغ
دیدار ہو گا روئے منوّر کا آج بھی

روشن مثال آپؐ کی ام الکتاب ہے
عشقِ حضورؐ لوح و قلم کا نصاب ہے

بعد از خدا، خدا کی خدائی میں ہم نشیں
سب سے عظیم ذاتِ رسالت مآبؐ ہے

مَیں کیوں کسی سے چادرِ اطلس طلب کروں
سر پر ازل سے شہرِ کرم کا سحاب ہے

ہر حرفِ آرزو میں ہے گلشن کھلا ہوا
ہر لفظ میری نعت کا رشکِ گلاب ہے

آقاؐ، مجھے نصیب حضوری کا رتجگا
ارض و سما کا حسن مرے ہمرکاب ہے

پرچم شفاعتوں کے کھلیں گے یہیں کہیں
مرکز یقیں کا، مسندِ عالی جناب ہے

محدود کب ہے رحمت و بخشش حضورؐ کی
اُنؐ کے کرم کی حد ہے نہ کوئی حساب ہے

جھوٹے خداؤں کا ہے تسلّط زمین پر
آدم کی نسل آج بھی زیرِ عتاب ہے

امت ہے انحراف کی راہِ فرار میں
امت کے سر پہ زر کی ہوس کا عذاب ہے

یہ جو ہجوم چاند ستاروں کا ہے ریاضؔ
نقشِ قدومِ پاک کی سب آب و تاب ہے

مری حیات کا عنوان ہی بدل جائے
ثنائے مرسلِ آخر میں دم نکل جائے

چھڑا ہے ذکر سرِ بزمِ آرزو اُنؐ کا
لغت کا حسنِ بلاغت مچل مچل جائے

عطا ہو اذن سکونت کا شہرِ طیبہ میں
مرے حضورؐ کہاں مجھ سا بے عمل جائے

حصارِ مدحتِ خیرالانامؐ میں ہے کوئی
پلٹ کے سوئے فلک آج بھی اجل جائے

زمیں کے جھوٹے خداؤں کے در پہ گر پھیلے
خدا کرے مرا دامن تمام جل جائے

جنابِ سیّدِ عالمؐ کے نقشِ پا کے طفیل
عذاب آتش و آہن کا سر سے ٹل جائے

نبیؐ کے دامنِ رحمت سے ہو کے وابستہ
عجب نہیں کہ مسلماں کبھی سنبھل جائے

ریاضؔ، شہرِ نبیؐ کی خنک ہواؤں میں
اٹھا کے پھول ثنا کے مری غزل جائے

❁❁❁

امت کے مقدّر کا گردش میں ستارا ہے
گرداب میں کشتی ہے اور دور کنارا ہے

طیبہ کے سوا خلقت جائے تو کہاں جائے
آقاؐ، بھری دنیا میں اب کون ہمارا ہے

اے چشمِ طلب تیری میں کیوں نہ بلائیں لوں
ہر لمحہ مدینے کی جنت میں گذارا ہے

ہے عشقِ محمدؐ کی ہر سمت گھنی چھاؤں
گرتا ہوا جھرنا ہے، بہتا ہوا دھارا ہے

موسم شبِ ماتم کا اب رختِ سفر باندھے
ہم نے بھی مدینے کے والی کو پکارا ہے

دامن ہے تہی اپنا کب حشر کے میداں میں
آقائے مکرّمؐ کی رحمت کا سہارا ہے

یہ وقت نے لکھا ہے تاریخ کے چہرے پر
ہر دور تمہارا تھا، ہر دور تمہارا ہے

ہیں رقصِ مسلسل میں بستی کی ہوائیں بھی
سانسوں میں ریاض اسمِ سرکارؐ اتارا ہے

❁❁❁

حرفِ دعا کی خیر ہو بادِ صبا کی خیر
خوشبو کے ساتھ محوِ سفر التجا کی خیر

دنیا میں بھی غبارِ مدینہ ہے آنکھ میں
محشر میں بھی ہو گردِ رہِ مصطفیٰؐ کی خیر

کشکولِ آرزو میں کوئی آرزو نہیں
آقا حضورؐ، آپؐ کے دستِ عطا کی خیر

انسان کو ہے اپنے مفادات کی تلاش
ارض و سما میں دامنِ ارض و سما کی خیر

شہر نبیؐ میں اڑتے پرندوں پہ عافیت
شہرِ خنک کی پھول سی آب و ہوا کی خیر

میں نعت لکھ رہا ہوں رسولِ کریم کی
اس شہرِ بے مثال میں حرفِ ثنا کی خیر

روئے زمیں پہ کوئی بھی آقا جیؐ گھر نہیں
اپنے وطن سے میری شبِ انخلا کی خیر

صدیوں کے فاصلوں کو سمٹنا پڑا ریاضؔ
نقشِ قدومِ پاک کی غارِ حرا کی خیر

میرے حضورؐ رکھیں گے میرا بھرم ریاضؔ
میری، ریاض، آج بھی جھوٹی اَنا کی خیر

❁❁❁

قطعہ

نکلوں کبھی میں حلقۂ عمرِ کثیف سے
لوٹے نہ قافلہ مرا راہِ حنیف سے
پہنچوں میں تیرے شہر کی اجلی فضا میں جب
گر جائیں بال و پر مرے جسمِ نحیف سے

❁❁❁

بیان حمد، سرِ شب، مرے خدا ہو گی
ترے حبیبِ مکرّمؐ کی پھر ثنا ہو گی

لغت ادب سے حجابِ قلم اتارے گی
حروفِ نو کی بدن پر نئی قبا ہو گی

زمینِ شعر پہ اترے گی نور کی رم جھم
سروں پہ اپنے ستاروں بھری عبا ہو گی

مرے نبیؐ کی شفاعت کے سبز موسم کی
قیامِ حشر کے منظر سے ابتدا ہو گی

چراغ جلنے لگے ہیں مرے دریچے میں
حضورؐ، آپؐ کی رحمت پسِ دعا ہو گی

بشر، حضورؐ کے قدموں کی روشنی مانگے
زمین، ورنہ، عذابوں میں مبتلا ہو گی

ابد تلک مرے ہونٹوں پہ پھول مہکیں گے
لحد میں ساتھ مرے نعتِ مصطفیٰؐ ہو گی

یہ کون دستکیں دیتا ہے نام لے لے کر
مدینہ پاک سے آئی ہوئی صبا ہو گی

کتابِ امن کی تفہیم گر نہیں ممکن
خدا کی ساری خدائی ہی بے نوا ہو گی

سنبھل سکی نہ اگر اب بھی اُمّتِ عاصی
ہمارے جرمِ ضعیفی کی یہ سزا ہو گی

تمام زخم پکاریں گے یارسول اللہؐ
درِ حضورؐ پہ کیا کیا نہ التجا ہو گی

مرا قلم بھی مرے ساتھ جاگتا ہے ریاضؔ
اِسے بھی لطف و کرم کی ردا عطا ہو گی

❁❁❁

لبِ تشنہ پہ صبح و شام حرفِ التجا بھی ہے
فضا میں پرکشا، سرکارؐ، دامانِ صبا بھی ہے

مرے ہر لفظ کی معراج ہے اُنؐ کی ثنا کرنا
یہی میرے قلم کی ابتدا بھی، انتہا بھی ہے

مری آنکھوں کے نیلے پانیوں میں ایک مدت سے
بہارِ گنبدِ خضرا کا عکسِ دلربا بھی ہے

کتابِ آرزو کا ہر ورق الٹو تو دیکھو گے
انہیؐ کے نور سے معمور اِس کا حاشیہ بھی ہے

خدا کے حکم سے بندو، محمدؐ سے محمدؐ تک
ازل سے اس سفر میں وقت کا ہر دائرہ بھی ہے

ابھی تک جی رہا ہے دُور طیبہ کے گلستان سے
سرِ مقتل، غلام بے نوا کا حوصلہ بھی ہے

ہر اک مخلوق کے مشفق، بہت ہی مہرباں آقاؐ
کرم کی بھیک کا طالب ریاضؔ بے نوا بھی ہے

اللہ سے حضوری کی ہر وقت دعا مانگو
مانگو تو مدینے کے گلشن کی ہوا مانگو

اِس ہجر کے موسم میں جلتے ہوئے انسانو!
سرکارؐ کے دامن سے رحمت کی گھٹا مانگو

توصیفِ محمدؐ کے پھولوں سے بھرو دامن
قدرت کے خزانوں سے تم رزقِ ثنا مانگو

کب زندہ مسائل کا سورج ہے کبھی ڈوبا؟
تم خاکِ مدینہ کی آقاؐ سے ردا مانگو

تخلیق کے دامن میں شبنم کے گریں موتی
اسلوبِ ثنا گوئی اوروں سے جدا مانگو

اللہ کی رحمت سے مایوس نہیں ہونا
ہر حال میں تم اپنے مالک کی رضا مانگو

سرکارِ مدینہؐ کی ہم لوگ رعایا ہیں
ہر ایک قبیلے کا اللہ سے بھلا مانگو

اِس سمت اندھیرا ہے اُس سمت اندھیرا ہے
اُس نورِ مجسمؐ کے چہرے کی ضیا مانگو

جب تک ہے ریاضؔ اپنی سانسوں میں تپش باقی
آقاؐ کے غلاموں کا ہر وقت بھلا مانگو

ہر طرف اک حلقۂ میرِ اممؐ آباد ہے
انؐ کے انفاسِ مصوّر سے حرم آباد ہے

آپؐ کی توصیف کے طغرے ہیں ہر دیوار پر
آپؐ کے فیضان سے شہرِ قلم آباد ہے

خاک میری ہے ازل سے کہکشاں کی ہمسفر
شہرِ جاں میں بھی فضائے محترم آباد ہے

میں کہ اک کاسہ بکف در پر کھڑا ہوں، یا نبیؐ
آپؐ کے دم سے مری آنکھوں کا نم آباد ہے

ہے گرفتِ شبنمی ہر حلقۂ زنجیر کی
اس اسیری میں مرا جاہ و حشم آباد ہے

رابطوں کا اذن مجھ کو دیجئے، آقا حضورؐ
میرے دل میں آپؐ کا نقشِ قدم آباد ہے

حالتِ سجدہ میں رہتی ہے خدا کے رو برو
کلکِ توصیفِ پیمبرؐ کب صنم آباد ہے

آپؐ کے مدحت نگاروں کا گروہِ خوش نوا
میرے پاکستان میں ہر ہر قدم آباد ہے

انؐ کے اوصافِ حمیدہ سے ہے تر میری زباں
تشنہ لب پر سایۂ ابرِ کرم آباد ہے

میرے مشکیزے سلامت میرے ہاتھوں میں رہیں
دُور تک، سرکارؐ، صحرائے عدم آباد ہے

میں ریاضؔ مفلس و نادار اب جاؤں کدھر
میری تختی پر، نبی جیؐ، حرفِ غم آباد ہے

❀❀❀

بہت افسردہ ہیں شام و سحر بھی یارسول اللہ
ہوائے سبز کا جھونکا اِدھر بھی یارسول اللہ

افق پر دیکھتی رہتی ہے رحمت کے فرشتوں کو
اٹھا کر ہاتھ شاخِ بے ثمر بھی یارسول اللہ

کبھی کرب و بلا کی ریت پر ابرِ کرم برسے
کبھی ہو عہدِ گریہ مختصر بھی یارسول اللہ

غلامِ کمتریں کو روند ڈالا ہے مسائل نے
مدینے کا ملے اذنِ سفر بھی یارسول اللہ

بہت سے گنجلک حلقے مرے آنگن میں در آئے
ہو ہر سازش عدو کی بے اثر بھی یارسول اللہ

جزیرے خشک سالی کے دیئے ہیں ناخداؤں نے
پکارے آپؐ کو میرا کھنڈر بھی یارسول اللہ

خدا کے واسطے میری غریبی کا بھرم رکھ لیں
ہوئی ہے خشک اب تو چشمِ تر بھی یارسول اللہ

زمیں کے پادشاہوں نے ہدف ٹھہرا لیا مجھ کو
مرے حالِ پریشاں پر نظر بھی یارسول اللہ

دکھائی کچھ نہیں دیتا مجھے شامِ حوادث میں
نہیں پہچانتی یہ رہگذر بھی یارسول اللہ

قلم کے حیطۂ ادراک میں حرفِ دعا اترے
زباں پر ہوں حروفِ معتبر بھی یارسول اللہ

بجز شہرِ خنک جائے اماں ملتی نہیں مجھ کو
تعاقب میں چلے آتے ہیں ڈر بھی یارسول اللہ

کوئی امن و اماں کے واسطے نکلے تو کیا نکلے
حصارِ خوف میں ہے ہر بشر بھی یارسول اللہ

تلاشِ رزق میں اڑنے کی حسرت ہے ابھی باقی
اگرچہ کٹ چکے ہیں بال و پر بھی یارسول اللہ

دہائی دے رہا ہے آپؐ کے اسمِ گرامی کی
درِ اقدس پہ مجھ سا بے ہنر بھی یارسول اللہ

ریاضِؔ بے نوا مقروض ہے کب سے مہاجن کا
گریں کشکول میں لاکھوں گہر بھی یارسول اللہ

❁❁❁

کب فسانوں میں ہیں، کب گمانوں میں ہیں
ہم تو مدحت کے تازہ جہانوں میں ہیں

ہر صدی اُنؐ کی چوکھٹ پہ ہے سر نگوں
آج بھی ہم انہیؐ کے زمانوں میں ہیں

امنِ عالم کے داعی ہمارے نبیؐ
ہم محبت بھری داستانوں میں ہیں

سَمْتِ طیبہ درودوں کے گجرے لیے
شہرِ دل کے پرندے اڑانوں میں ہیں

لوگ، زندہ نبیؐ کے جو قائل نہیں
اصل میں خود وہی مردہ خانوں میں ہیں

آفتابِ قیامت ہے سر پہ تو کیا
جاں نثار آپؐ کے سائبانوں میں ہیں

اس سے بڑھ کر کوئی خوش نصیبی بھی ہے!
اُنؐ کے منگتوں کے ہم ترجمانوں میں ہیں

تجھ کو معلوم ہے شہریارِ غزل
نعت گوئی کے ہم آسمانوں میں ہیں

در حقیقت غلامانِ آلِ نبیؐ
شاخِ دل پر بنے آشیانوں میں ہیں

یارسولِ خدا! کیسا اندھیر ہے
لوگ خود بھی مقفّل خزانوں میں ہیں

یا نبی جیؐ، کسی نے بھی سوچا نہیں
منقسم آج ہم کتنے خانوں میں ہیں

امتِ پر شکستہ کے شام و سحر
کھردری، سخت کالی چٹانوں میں ہیں

جن کے دیوار و در سب کے سب کاغذی
چھت ٹپکتے ہوئے اُن مکانوں میں ہیں

ہم قلم چپ ہیں، کس کس کا نوحہ لکھیں
دُور طیبہ سے، کن مہربانوں میں ہیں

مثلِ انجم ضیا دے مجھے بھی، سیدھا رستہ دکھا دے مجھے بھی
یا الٰہی! کرم کر کرم کر، اپنا منگتا بنا دے مجھے بھی

اے صبا! تیری لوں گا بلائیں، عمر بھر تجھ کو دوں گا دعائیں
خاکِ نقشِ کفِ پا بنا کر، سوئے طیبہ اڑا دے مجھے بھی

ہوش کب ہے کہاں مَیں کھڑا ہوں، اُن ﷺ کی چوکھٹ پہ کب سے پڑا ہوں
مدحتِ مصطفےٰ ﷺ میرا گھر ہے، اے زمانے بھلا دے مجھے بھی

حَبس اتنا ہے شہرِ انا میں، آدمی ہے کسی کربلا میں
اُن ﷺ کے دامن کی ٹھنڈی ہوا میں سانس لینا سکھا دے مجھے بھی

قطعہ

تشنہ کامی مری دیتی ہے دہائی تیری ﷺ
نام ہونٹوں پہ صبا آج بھی لکھے تیرا ﷺ
سایہ افگن مرے گلشن کے جلے پیڑوں پر
پرچمِ ابرِ شفاعت ہے ازل سے تیرا ﷺ

❁❁❁

مدحتوں کے قریۂ مہتاب میں رہتا ہوں مَیں
رتجگوں کے موسمِ شاداب میں رہتا ہوں مَیں

ہمزباں اللہ کا ہوتا ہوں پڑھ پڑھ کر درود
ہاں، فضائے سورۂ احزاب میں رہتا ہوں مَیں

رات دن اُس شہر کے اوصاف کرتا ہوں رقم
رات دن اُس شہر کے آداب میں رہتا ہوں مَیں

یا قلم کی سجدہ گاہِ شوق ہے منزل مری
یا ازل سے عشق کی محراب میں رہتا ہوں مَیں

کب مَیں نکلوں گا گرفتِ موجِ طوفاں سے، حضورؐ
ایک مدت سے شبِ گرداب میں رہتا ہوں مَیں

عفو و رحمت کی کتابِ نور ہیں میرے نبیؐ
در گذر کے سرمدی ابواب میں رہتا ہوں مَیں

ہر بلندی اُنؐ کے ہے ادنیٰ غلاموں کا نصیب
معترض میرے! پرِ سُرخاب میں رہتا ہوں مَیں

جن کے ہونٹوں پر کھلے رہتے ہیں مدحت کے گلاب
اِن دنوں بھی اپنے اُن احباب میں رہتا ہوں مَیں

ڈوب جائیں گے خس و خاشاک کے سب سلسلے
جذب و مستی کے کسی سیلاب میں رہتا ہوں مَیں

نغمگی تخلیق ہوتی ہے پسِ حرف و صدا
مطربو! ہر نعت کی مضراب میں رہتا ہوں مَیں

خلدِ طیبہ میں کھلے گی آنکھ میری ایک دن
خلدِ طیبہ کے مقدّس خواب میں رہتا ہوں مَیں

واسطہ اُس کے نبیؐ کا اُس کو دیتا ہوں، ریاضؔ
کیونکہ آخر عالمِ اسباب میں رہتا ہوں مَیں

❀❀❀

مَیں نعتِ مرسلِ آخرؐ کے سائباں میں رہوں
تمام عمر ہی میں عہدِ زر فشاں میں رہوں

حضورؐ، شوق ہے کرنوں کے پھول چننے کا
مَیں چرخِ خلدِ مدینہ کی کہکشاں میں رہوں

مرا بھی نام غلاموں میں لکھ لیا جائے
کرم کے موسمِ دلکش کی داستاں میں رہوں

ثنا و حمد کی تختی سجا دو برزخ میں
کہ بعدِ مرگ بھی مَیں حرفِ جاوداں میں رہوں

درِ نبیؐ پہ قلم کہہ رہا تھا رو رو کر
رہوں تو آپؐ کے بس شہرِ مہرباں میں رہوں

جہاں چراغ وفا کے، ہوا جلاتی ہے
ہجومِ لالہ و گل کے اُسی جہاں میں رہوں

مَیں سانس لوں کبھی آسودگی کی رم جھم میں
درود پڑھتی ہوئی کائناتِ جاں میں رہوں

بنوں حروفِ صداقت کی روشنی کا قلم
حضورؐ حشر تلک، وقت کی اذاں میں رہوں

یہ میری کشتیاں ساری ہیں گیلے کاغذ کی
سو اُنؐ کے اسمِ گرامی کے بادباں میں رہوں

مرے حضورؐ کے شاعر کی قبر ٹھنڈی ہو
مَیں روزِ حشر بھی تائبؔ کے کارواں میں رہوں

بنامِ اسمِ محمدؐ یہ خط میں لکھا ہے
خدا کرے مَیں ہمیشہ تری اماں میں رہوں

دعا ہے اُنؐ کے نقوشِ قدم کے صدقے میں
ریاضؔ، بخشش و رحمت کے آسماں میں رہوں

❁❁❁

نبیؐ کے رابطے سے ہے خدا کا رابطہ باقی
مرے دستِ طلب پر ہے فقط حرفِ دعا باقی

ابد تک رتجگوں کی کہکشاں اترے گی آنگن میں
رہے گی بعدِ محشر بھی یہ نعتِ مصطفیٰؐ باقی

الٹ دی ہے بساطِ آرزو ہر حرفِ مبہم نے
کتابِ زندگانی کا نہیں ہے حاشیہ باقی

مَیں جس کی تنگناؤں میں بمشکل سانس لیتا ہوں
مری ارضِ بدن پر ہے ابھی وہ دائرہ باقی

محمدؐ نام مَیں نے خواب کے عالم میں چوما تھا
زباں پہ اسمِ احمدؐ کا وہی ہے ذائقہ باقی

اٹھا لایا ہوں اپنے نام کی تختی مدینے میں
مری شاخِ اَنا پر ہے ابھی اک خار سا باقی

اُسے اپنے نبیؐ کے امتی ہر گز نہیں بھولے
وہ رکھے گا زمیں پر بھی ہوا کا سلسلہ باقی

غلامی کی ردائے زر بدن پر اوڑھ کر نکلیں
غلامانِ پیمبرؐ میں نہیں یہ حوصلہ باقی

دعا لوٹی فلک سے تو یہ اس کے لب پہ جاری تھا
زمیں سے آسماں تک ہے کسی کا نقشِ پا باقی

مسافر ہار کر بیٹھے ہوئے ہیں راہ میں لیکن
مدینے کی طرف جاتا ہوا ہے راستہ باقی

ابھی کچھ دیر میرے ہاتھ میں جلتا رہے سورج
ابھی شامِ حوادث ہے مجھے ہے سامنا باقی

ابھی اُمّت کے سر پر تاج رکھنا ہے امامت کا
ابھی کونین کے والیؐ کا ہے یہ معجزہ باقی

مری مٹی کو مٹی میں ہے ملنا، یاخدا، لیکن
ہے جس میں گنبدِ خضرا، رہے وہ آئینہ باقی

اُسے اپنے نبیؐ کے اُمّتی ہر گز نہیں بھولے
ابھی ہے تاجدارِ انبیا کا واسطہ باقی

خدا باقی رہے گا اس لئے بعد قیامت بھی
رہے گی سرورِ عالم کی توصیف و ثنا باقی

کھڑے ہیں لشکری چاروں طرف کب سے یزیدوں کے
ریاضؔ اس عہدِ جمہوری میں بھی ہے کربلا باقی

خورشیدِ آرزو کو فروزاں کیا کرو
نعتِ نبیؐ سے گھر میں چراغاں کیا کرو

ہر لفظ میں رکھا کرو طیبہ کی روشنی
اپنی لغت کا چاک گریباں کیا کرو

کر کے ہوائے شہرِ مدینہ سے دوستی
دشوار رہگذار کو آساں کیا کرو

دل میں بسا کے پیکرِ اطہر کی خوشبوئیں
یوں بھی کبھی تلاوتِ قرآں کیا کرو

رکھ کر درِ نبیؐ پہ، لبوں پر کِھلے گلاب
لوح و قلم کو لعلِ بدخشاں کیا کرو

اپنی کتابِ عمر کے اوراقِ عشق پر
حرفِ ثنا کو اور نمایاں کیا کرو

اِن کو قدومِ پاک میں رہنا ہے تا ابد
ہر دلکشی کو وقفِ دل و جاں کیا کرو

دے کر اِسے چراغِ نقوشِ قدم، ریاضؔ
اندر کے آدمی کو مسلماں کیا کرو

❁❁❁

ذکر کرتا ہی رہوں گا سیّدِ ابرارؐ کا
آفتابِ نور ہیں وہؐ عظمتِ کردار کا

میرے اشکوں کی تپش ہر لفظ میں مذکور ہے
نام ہے اُنؐ کا ہی موجب گرمیٔ افکار کا

کھڑکیوں پر دستکیں دینے کا موسم ہے کہاں
قفل اِمشب ٹوٹ جائے گا درِ اظہار کا

گونجتے رہتے ہیں نغماتِ ثنا شام و سحر
کیا مقدّر ہے مرے گھر کے در و دیوار کا

چند لمحے قبل گذری تھی مدینے کی ہوا
رنگ ہی بدلا ہوا ہے کوچہ و بازار کا

مطمئن شب کے کفن میں تشنہ مٹی بھی رہے
مینہ برستا ہی رہے گا آپؐ کے انوار کا

کس طرف افلاس کی گٹھڑی اٹھا کر جائے گا
کون ہے آقاؐ سوائے آپؐ کے، نادار کا

نسلِ آدم قتل گاہوں میں کھڑی ہے ہر طرف
خوں میں تر چہرہ ہے آقاؐ، آج کے اخبار کا

کب تلک شب کی گرفتِ ناروا میں روشنی
کب تلک موسم رہے گا جُبّہ و دستار کا

اجتماعی خودکُشی کا ہے دہانہ سامنے
رخ کدھر کو ہو گیا ہے قافلہ سالار کا

پرچمِ ارضِ وطن پر اے مرے اچھے خدا
چاند تارا جگمگائے دین کی اقدار کا

باادب ہے میری سوچوں کے پرندے کا سفر
در کھلا رہتا ہے میرے دیدۂ بیدار کا

یا رسول اللہؐ، ہماری رہنمائی کیجئے
جو سفر درپیش ہے، ہے وادیٔ پُرخار کا

منظرِ دلکش ہے کیا، چشمِ تخیل میں ریاضؔ
والیٔ کونینؐ کے صد محتشم دربار کا

ارض و سما میں آج بھی ہے گلفشاں کوئی
اچھا ہوا جو سر پہ نہیں سائباں کوئی

آقاؐ کی بارگہ میں گذاریں گے التماس
افتاد آ پڑی بھی اگر ناگہاں کوئی

دلکش ضرور خلدِ بریں ہے، مرے رفیق
در چھوڑ کر حضورؐ کا جائے کہاں کوئی

فرمانِ مصطفےٰؐ سے اٹھا کر عمل کے پھول
دیتا رہے گا قریۂ شب میں اذاں کوئی

پھوٹے گی موج موج سے ساحل کی روشنی
اسمِ حضورؐ کو تو کرے بادباں کوئی

چشمے ابل پڑیں گے فصاحت کے دیکھنا
رکھے درِ حضورؐ پہ اپنی زباں کوئی

جس میں مقیم صرف ہوں شاعر حضورؐ کے
مجھ کو عطا ہو نعت کا ایسا جہاں کوئی

آقاؐ، حضورؐ، اذنِ حضوری عطا کریں
طیبہ میں ڈھونڈ لوں گا مَیں خود آشیاں کوئی

اس عہدِ ناروا کے نشیب و فراز میں
کہتا ہے کون؟ میرا نہیں مہرباں کوئی

اُمّت کو کب سے اپنے تشخص کی ہے تلاش
لیکن اِسے ملا نہیں اپنا نشاں کوئی

مقروض لوگ بھیک نہ مانگیں تو کیا کریں
اُن کے نصیب میں ہے کہاں کہکشاں کوئی

توصیف کیا بیاں کروں خلدِ رسولؐ کی
ایسی زمین، ایسا نہیں آسماں کوئی

ہر وادیٔ خیال پہ سایہ ہے آپؐ کا
کیسے بھٹک سکے گا قلم، کارواں کوئی

میری جبیں کو مل نہ سکا چاندنی کا لمس
آقاؐ، حضورؐ، سنگِ درِ آستاں کوئی

ہر ہر قدم پہ پھول ہیں کھلنے لگے ریاضؔ
شہرِ نبیؐ کی سَمت ہوا ہے رواں کوئی

❁❁❁

منصب ہے مجھ کو اُن کی ثنا کا ملا، ہوا
میرے قلم کا سر ہے ورق پر جھکا ہوا

پرچم ثنائے مرسلِ آخرؐ لئے ہوئے
میں ہوں ہجومِ لطف و عطا میں گھرا ہوا

دستِ قلم پہ رکھے گئے نعت کے چراغ
خوشبو کا آج بھی ہے دریچہ کھلا ہوا

چہرہ مرا بھی آئینہ خانے سے کم نہیں
گرد و غبارِ راہِ نبیؐ میں اَٹا ہوا

صدیوں سے موجِ تند کے قرب و جوار میں
طیبہ کی ریت سے ہے گھروندا بنا ہوا

دشمن کو بھی امان ملی تو یہیں ملی
جس کا ہوا، حضورؐ کے در پر، بھلا ہوا

اُس کو عزیز سیرِ چمن ہو، نہیں نہیں
مدحت کا پھول جس کے ہو لب پر کھلا ہوا

ورنہ میں ہار بیٹھا تھا بازی حیات کی
نعت نبیؐ سنی تو مجھے حوصلہ ہوا

خوش بخت ہوں کہ لوحِ و قلم وہ عطا ہوئے
جن پر ہے عکسِ گنبدِ خضرا سجا ہوا

ہر ہر افق پہ نقش کفِ پا کے ہیں گلاب
ہر ہر افق پہ اُنؐ کا ہے میلہ لگا ہوا

ہر روشنی ہے نورِ محمدؐ کی خوشہ چیں
ہر سلسلہ ہے شہرِ نبیؐ سے ملا ہوا

طشتِ سخن میں بھیجے ہیں اشعار کے گلاب
شہرِ کرم سے آج بھی ہے رابطہ ہوا

آقاؐ مرے نقوش مٹانے کے واسطے
مجہول ساعتوں کا ہے لشکر تُلا ہوا

سرکارؐ، چند سکوں کے تاوان کے لئے
دجل و فریب و شر کا ہے طوفاں اٹھا ہوا

سچ بولنے کے جرم کی پاداش میں حضورؐ
ہر شخص دوسرے کا ہے قاتل بنا ہوا

آنکھیں کریں تلاوتِ اسمِ نبیؐ، ریاض
کب سے چراغِ دیدہ و دل ہے بجھا ہوا

نہیں ہرگز نہیں شب خیزیاں یہ بے اثر میری
ہزاروں عکس لے کر لوٹ آتی ہے نظر میری

اگرچہ ٹوٹ کر گرتی رہیں لہریں حوادث کی
مگر ہے آج بھی موجِ صدا محوِ سفر میری

کبھی تو گلشنِ رحمت کی مٹی ہاتھ آئے گی
کبھی تو رنگ لائے گی بہارِ بے ثمر میری

گرا ہے دامنِ شب پر لہو میری امیدوں کا
مگر ہے ناتوانی آج بھی سینہ سپر میری

رہِ طیبہ کے ہر ذرے کو آنکھوں میں چھپا لوں گا
حضوری کی دعا مقبول ہو جو نامہ بر میری

میں کیوں در در پہ جا کر دوں صدا اے قافلے والو
مرا ایمان ہے، سرکارؐ کو ہے سب خبر میری

انہیؐ کی کالی کملی میں ملے گا نور وحدت کا
انہیؐ کے نقشِ پا میں جھلملاتی ہے سحر میری

ریاض اُنؐ کی عطا کا تو ٹھکانہ ہی نہیں کوئی
کہاں تک پھول بھر سکتی قبائے مختصر میری

قلم بن کے کدی سجدے گذاراں یارسول اللہؐ
مدینے پاک دا صدقہ اتاراں یارسول اللہؐ

مرے بُلاں تے وی بیٹھن درودِ پاک دے پنچھی
مرے آنگن دے وچ آون بہاراں یارسول اللہؐ

مَیں تھاں تھاں تے ثنا لکھاں ہوا بن کے تری آقاؐ
مَیں تیرے ناں دی ہُن خشبو کھلاواں یارسول اللہؐ

کدی مَیں تے وی آواں دا تری کملی دی چھاں اندر
مَیں ہر دکھ، ہر ستم ایتھے سہاراں یارسول اللہ

خدا دے بعد مینوں اک سہارا مل گیا تیرا
خدا دے بعد مَیں تینوں پکاراں یارسول اللہ

کبوتر میری سوچاں دے سدا اڑدے نیں طیبہ وچ
کدی ایناں تے وی برسن پھواراں یارسول اللہ

اب کیا علاج ہو گا مرض کا طبیب سے
اڑنے لگی ہے خاک بدن کی صلیب سے

ہر موئے تن کرم کا طلب گار و ملتجی
پرچم کھلا دعا کا ثنائے حبیبؐ سے

رکھتا ہوں اس کے ہاتھ پہ میں نعت کا چراغ
بادِ صبا گذرتی ہے جب بھی قریب سے

اب کے برس بھی پھول کھلیں گے گلاب کے
نغمے بکھر رہے ہیں لبِ عندلیب سے

اشکوں کے پھول دامنِ دل میں سمیٹ کر
نکلے گی روشنی مرے شہر غریب سے

بے چین مجھ کو رکھتی ہے طیبہ کی آرزو
لگتے ہیں اضطراب کے لمحے عجیب سے

اے بختِ شعر میں ترے اقبال پر نثار
میں نے ترا بھی نام سنا ہے نقیب سے

رہتا ہوں میں حرم کے مضافات میں ریاضؔ
دیکھا ہے میں نے بامِ فلک کو قریب سے

❁❁❁

قطعہ

اندھیری شب کی سلگتی ہوئی ہواؤں میں
مرے وجود کا لاوا پگھلنے لگتا ہے
میں جب بھی تذکرہ کرتا ہوں چاند لمحوں کا
ترا ہی نام لبوں پر مچلنے لگتا ہے

❁❁❁

رقصاں ہے موجِ نور دل و جاں میں رات دن
کھلتے ہیں زر کے پھول بھی داماں میں رات دن

ہر شاخ پر گلاب کی رکھتی ہے پتیاں
کس کے لئے بہار گلستاں میں رات دن

کس کے لئے بچھی ہے درِ دل پہ چاندنی
ہوتا ہے کس کا ذکر شبستاں میں رات دن

حرفِ ادب میں لپٹا ہوا اسمِ معتبر
رہتا ہے میرے قلبِ پریشاں میں رات دن

دیکھے بغیر شہرِ نبیؐ کے تمام در
کھلتے رہے ہیں چشمِ ثنا خواں میں رات دن

وہ منتہائے ارض و سما، وہ مرے رسولؐ
جلوہ نما ہیں شہرِ غریباں میں رات دن

کس کا خیال رکھتا ہے زندہ مجھے ریاض
کس کی چمک ہے دیدۂ حیراں میں رات دن

بختِ خفتہ کو آقاؐ جگا دیجئے، میری بگڑی ہوئی کو بنا دیجئے
دشتِ غربت میں ہوں، کوئی اپنا نہیں، گر رہا ہوں مجھے آسرا دیجئے

بام و در سے صدا آرہی ہے یہی اک کرم کی نظر یانبیؐ یانبیؐ
مصطفاؐ مصطفےٰؐ کر رہی ہے صبا، اِس کو طیبہ کا رستہ بتا دیجئے

عشقِ احمدؐ کے میں گیت گاتا رہوں، پھول اشکوں کے گھر میں سجاتا رہوں
میں کہاں ہوں مجھے ہوش کچھ بھی نہیں، اُنؐ کی چوکھٹ کا مجھ کو پتہ دیجئے

وقت رخصت کا ہے سر پہ آیا ہوا، جانکنی کا بھی عالم ہے چھایا ہوا
بند ہونے لگی ہے مری چشم تر، یانبیؐ، اپنا جلوہ دکھا دیجئے

لوٹ کر میری نوائے مختصر آجائے گی
چشمِ تر کی جھیل سے لے کر گہر آجائے گی

اب بساطِ آرزو پر روشنی رقصاں رہے
اب دیارِ شوق میں بادِ ہنر آجائے گی

جب حریمِ دل میں رکھوں گا ستایش کے چراغ
میرے گھر تک کہکشاں کی رہگذر آجائے گی

جب درودِ پاک سے مہکے گی شاخِ آرزو
چپکے چپکے میرے آنگن میں سحر آجائے گی

آج دھونے دے گناہوں کی سیاہی رات بھر
نیند کی اجلی ردا بھی چشمِ تر آجائے گی

پھر اٹھا ہے دستِ کشکولِ طلب بہر دعا
پھر شبیہِ گنبدِ خضرا نظر آجائے گی

بابِ رحمت کھل گیا دیوارِ رحمت میں ریاضؔ
صحنِ جاں میں اب ہوائے معتبر آجائے گی

لوح و قلم کا سوئے حرم کارواں چلے
مشتِ غبار بن کے دلِ ناتواں چلے

جبریل تھام لے مرے دستِ شعور کو
عشقِ نبیؐ میں ڈوب کے کلکِ رواں چلے

اشکوں کے شاخِ دل پہ سجاتا چلوں گلاب
اقلیمِ نعت میں یہ زرِ جاوداں چلے

مہکے مری لحد بھی درود و سلام سے
بعد از حیات ذکرِ شہ مرسلاںؐ چلے

ہر ساعتِ عزیز جلے بن کے آرزو
طیبہ کی وادیوں میں جگر کا دھواں چلے

سجدے قدم قدم پہ گذارے مری غزل
بختِ رسا ریاضؔ سرِ کہکشاں چلے

تھا نقیبِ شب مگر اب حلقۂ اسود میں ہوں
سبز گنبد کے مکیں کے نام کے گنبد میں ہوں

میرے لفظوں کو بھی مدحت کی عطا ہوں خلعتیں
یا خدا! مَیں بھی حروفِ نعت کی ابجد میں ہوں

سرمدی پھولوں سے دامانِ غزل بھر دوں گا میں
رحمتِ ہر دو جہاں کی رحمتِ بے حد میں ہوں

جھلملاتی ہے کسی کے اسمِ تازہ کی سحر
رات کے پچھلے پہر سے نور کے معبد میں ہوں

ذوقِ مدحت تُو مجھے لے چل مدینے کی طرف
سر پہ لہراتی ہوئی مَیں بجلیوں کی زد میں ہوں

چوم کر سرکارؐ کی دہلیز کو آئے گھٹا
ایک مدت سے میں تنہا آگ کے برگد میں ہوں

یہ بھی تو اُنؐ کے کرم ہی کی بدولت ہے ریاضؔ
مَیں ابھی تک عافیت اور امن کی سرحد میں ہوں

سایہ ہے رحمتوں کے علَم کا صدف صدف
سکّہ رواں ہے شاہِ امم ﷺ کا صدف صدف

ارض و سما میں نعتِ نبی ﷺ کے جلے چراغ
پھیلا ہے نور لوح و قلم کا صدف صدف

ہے موج موج اُن ﷺ کے تبسم کی چاندنی
ہے تذکرہ جمالِ حرم کا صدف صدف

دنیا کا ہر مقام ہے اک گوشۂ درود
حرفِ سپاس بکھرے عجم کا صدف صدف

اذنِ نمو بہار کو جس نے دیا ریاضؔ
اترا سحاب اُس کے کرم کا صدف صدف

اترا ہے شب میں نور کا زینہ سرِ قلم
لَو دے اٹھا ہے دل کا نگینہ سرِ قلم

باندھے ہوئے ہے ہاتھ لغت احترام سے
کیا خوب ہے سلیقہ، قرینہ سرِ قلم

اے ماہِ نور اُنؐ کے غلاموں کا لے سلام
گذرے گا اب یہ پورا مہینہ سرِ قلم

خیرالوریٰ کے دامنِ رحمت کو دیکھ کر
رقصاں ہوا جبیں کا پسینہ سرِ قلم

مدحت سرا ہوا ہے غلامِ شہِ حجازؐ
سمٹے گا آنسوؤں کا خزینہ سرِ قلم

بکھرے گا زر خلوص و محبت کا شعر میں
مہکے گا خوشبوؤں کا دفینہ سرِ قلم

ٹھہرے گا جا کے ساحلِ شہرِ حضورؐ پر
نکلا ہے حسرتوں کا سفینہ سرِ قلم

الفاظ کیوں طواف نہ کرنے لگیں ریاضؔ
دل کو کیا ہے مَیں نے مدینہ سرِ قلم

حرفِ ثنا بھی وَجد کے عالم میں ہے ریاضؔ
امشب بھی ہو گا گھر میں شبینہ سرِ قلم

❁❁❁

قطعہ

مملکت جس کی دل و جاں میں دوامی ٹھہری
دونوں عالم کی بقا جس کی غلامی ٹھہری
حرفِ آغاز ہوا جس کی قدم بوسی سے
حرفِ تکمیل بھی وہ ذاتِ گرامی ٹھہری

❁❁❁

دل کے افق پہ اسمِ نبیؐ پرفشاں ہوا
میرا قلم، ریاضؔ، مرا ہمزباں ہوا

اگنے لگی تھیں خوف کی فصلیں جو چار سو
بنجر زمیں پہ ابرِ کرم مہرباں ہوا

بابِ دعا کھُلا سرِ محرابِ آرزو
بختِ رسا پہ عرشِ بریں کا گماں ہوا

عطرِ حنا میں ڈوب کر ابھرا مرا سخن
سر پر سحابِ نور کا پھر سائباں ہوا

اظہارِ عجز کر دیا لفظوں نے آج بھی
اشکِ رواں کا سیل مرا ترجماں ہوا

طوفاں بپھر رہے ہیں مگر موجِ آبِ سرد!
اُس ناخداؐ کا نام اگر بادباں ہوا؟

اوجِ نقوشِ پائے محمدؐ کا ذکر کیا
نقشِ غلامِ سرورِ دیں جاوداں ہوا

اے آفتابِ رشد و ہدایتؐ، کرم کرم
مجھ پر بھی اب ضمیر کا چہرہ عیاں ہوا

مجھ سا گناہ گار، سیہ کار آدمی
وقفِ ثنائے مالکِ کون و مکاں ہوا

اب آرزو ریاضؔ کروں بھی تو کیا کروں
صد شکر میں غلامِ شہِ مرسلاںؐ ہوا

❀❀❀

یہ بھی جہاں اُنہیؐ کا، وہ بھی جہاں اُنہیؐ کا
محشر کی دھوپ میں ہے ہر سائباں اُنہیؐ کا

ربِ کریم اُنؐ کا، ارض و سما کا مالک
ربِ جہاں ازل سے ہے مہرباں اُنہیؐ کا

میری زبان پر بھی شبنم درود کی ہے
میرا قلم اُنہیؐ کا، نطق و بیاں اُنہیؐ کا

آنکھوں میں رکھ لیا ہے روضے کی جالیوں کو
لب پر سجا لیا ہے حرفِ اذاں اُنہیؐ کا

چشمے رواں دواں ہیں رحمت کی وادیوں میں
دریائے عشق میں ہے آبِ رواں اُنہیؐ کا

اُن کے محیط میں ہے کون و مکاں کی وسعت
ہر ہر صدی اُنہیؐ کی، ہر ہر زماں اُنہیؐ کا

محبوبِؐ کبریا ہیں، محبوبِؐ کل جہاں ہیں
بعد از خدا ہے روشن نام و نشاں اُنہیؐ کا

اُنؐ کے کرم کی بارش رکتی نہیں کبھی بھی
رحمت کا ہر سمندر ہے بیکراں اُنہیؐ کا

آتا ہے اُنؐ کے در پر ہر ایک سر جھکا کر
اک مرجعِ خلائق ہے آستاں اُنہیؐ کا

حسن و جمال سارا اُنؐ کے قدم کا صدقہ
ہے یہ زمیں اُنہیؐ کی، یہ آسماں اُنہیؐ کا

مکّے کی سر زمیں کا اعزاز محترم ہے
بطحا کی وادیاں ہیں دار الاماں اُنہیؐ کا

قرآں کلامِ ربی نازل ہوا ہے اُنؐ پر
فرمانِ حرفِ آخر ہے جاوداں اُنہیؐ کا

خیمہ مرے نبیؐ کا ہے امن کا نشیمن
ابرِ کرم کی چھاں میں ہے کارواں اُنہیؐ کا

وہؐ آخری نبی ہیں کون و مکاں میں تیرے
یارب! ریاضؔ بھی ہے یہ ناتواں اُنہیؐ کا

❁❁❁

فردیات

موجوں کے لب پہ ہوں تری حمد و ثنا کے پھول
دھڑکا کرے چناب کے سینے میں دل مرا

❁

حُبِّ نبیؐ کے چاند ستارے ہیں اوج پر
آؤ درِ نبیؐ پہ چلیں جھومتے ہوئے

❁

گھبرا گیا ہوں حَبس کے عالم میں، تم مجھے
آقائے محتشمؐ کے مدینے میں لے چلو

❁❁❁

اس سے بڑھ کر اور کیا ہو خوش نصیبی ہمسفر
زندگی سرکارؐ کے قدموں میں ہو جائے بسر

مستقل رہتا ہے منظر جالیوں کا سامنے
مستقل رہتی ہے طیبہ میں کسی کی چشمِ تر

روشنی ہے آپؐ کے اسمِ گرامی کی زکوٰۃ
ہر دیا روشن ہوا ہے آپؐ ہی کے نام پر

آپؐ کی نعلین کی خیرات ہو مجھ کو نصیب
یا خدا! آباد ہو میری دعاؤں کا کھنڈر

منتظر ہے یا نبیؐ، میرا مشامِ جان و دل
آپؐ کے دامن سے وابستہ ہے خوشبو کا سفر

جھوم اٹھتی ہیں ہوائیں چوم کر دہلیز کو
رقص کرتے ہیں مدینے میں چراغِ رہگذر

التجا ہے کاتبِ تقدیر سے یا مصطفیٰؐ
آپؐ کی توصیف مَیں لکھتا رہوں شام و سحر

آرزو ہے آپؐ کے الطاف کی امشب ضرور
سیدیؐ، یا مرشدیؐ میری طرف بھی ہو نظر

اب مدینے ہی میں رہنا ہے قیامت تک مجھے
مَیں گرا آیا ہوں جنگل کی فضا میں بال و پر

یہ اگر نعتِ نبیؐ لکھنے کے کام آتا نہیں
تو قلم کس کام کا، کس کام کا میرا ہنر

منتظر رہتے ہیں گل خلدِ مدینہ میں ریاضؔ
میرے آقاؐ ہیں ازل ہی سے بہارِ منتظر

❀❀❀

آقا حضورؐ میرے سالارِ زندگی ہیں
خورشیدِ ملک عظمت و انوارِ زندگی ہیں

ہر فلسفہ ہے اُنؐ کی چوکھٹ پہ دست بستہ
دلکش نقوش اُنؐ کے اقدارِ زندگی ہیں

سیّارگاں پہ جا کر چھانو گے خاک کب تک
طیبہ میں ہر قدم پر آثارِ زندگی ہیں

ہر گردشِ زمانہ محتاج ہے کرم کی
سانسیں مرے نبیؐ کی رفتارِ زندگی ہیں

گرد و غبارِ طیبہ پھولوں کی طشتری ہیں
ایماں کی شاخ پر ہی اثمارِ زندگی ہیں

مکتب مرے نبیؐ کا مرکز ہے علم و فن کا
قرآں کی آیتوں میں افکارِ زندگی ہیں

مدحت کی وادیوں میں خوشبو رہے گی رقصاں
اشعارِ نعتِ مرسلؐ اخبارِ زندگی ہیں

توحید کا یہ پرچم لہرا رہا ہے ہر سو
جھوٹے خدا زمیں پر دیوارِ زندگی ہیں

اُنؐ کے کرم کی رم جھم برسی ہے ہر چمن پر
تذکار مصطفیٰؐ کے تذکارِ زندگی ہیں

تہذیب کی جبیں میں ہے روشنی اُنہیؐ کی
سب سے عظیم خود ہی کردارِ زندگی ہیں

رونق بنے ہوئے ہیں دانش گہِ نبیؐ کی
اصحابؓ روشنی کے مینارِ زندگی ہیں

تاریخ اس کی شاہد کب سے بنی ہوئی ہے
سب جاں نثار اُنؐ کے احرارِ زندگی ہیں

عرشِ بریں سے لے کر طائف کی وادیوں تک
یہ مختلف زمانے ادوارِ زندگی ہیں

جن کی بصارتوں پر مٹی پڑی ہوئی ہے
وہ لوگ بے خبر ہیں، بیمارِ زندگی ہیں

خلدِ زمیں ہیں شہرِ سرکارؐ کی یہ گلیاں
بادِ خنک کے جھونکے، رہوارِ زندگی ہیں

خاکِ عرب کا غازہ جن پر سجا نہیں ہے
ایسے تمام چہرے بے کارِ زندگی ہیں

نسبت ریاضؔ اُنؐ کی نسبت ہے سب سے اعلیٰ
نقشِ قدم نبیؐ کے دستارِ زندگی ہیں

❁❁❁

رنگ، خوشبو، پھول، شبنم، روشنی سب دلنشیں
موسمِ شہرِ نبیؐ ہے موسمِ خُلدِ بریں

ایک اک ذرے کے لب پر ہے درودِ مصطفےؐ
شہرِ دلآویز کے دیوار و در ہیں عنبریں

سیرت و کردار میں بے مثل ہیں میرے حضورؐ
آپؐ جیسا کل جہاں میں دوسرا کوئی نہیں

آپؐ ہی کی یاد ہے بس دیدۂ نمناک میں
آپؐ ہی سرکار شہرِ جان و دل کے ہیں مکیں

آپؐ محبوبؐ خدا ہیں آپ مطلوبِ جہاں
آپؐ سب کے واسطے ہیں رحمۃ اللعالمیںؐ

آپؐ ہر مخلوق کی تخلیق کی وجہِ عظیم
آپؐ ہی نائب خدا کے ہیں شفیع المذنبیںؐ

آپؐ ہی انسانِ کامل، آپؐ ہی رحمت لقب
آپؐ ہی سالارِ اعظم، آپؐ ہی نورِ مبیں

آپؐ کے نقشِ کفِ پا کی بدولت یانبیؐ
ہر گھڑی آباد دل میں ہے مری بزمِ یقیں

آپؐ کے صدقے میں میری سجدہ ریزی ہو قبول
ہر گھڑی سجدے میں رہتی ہے مصلّے پر جبیں

منکشف ہو باغبانوں پر بھی یہ رازِ قدیم
جس جگہ نامِ نبیؐ لیں، پھول اگتے ہیں وہیں

جس نے چومے ہیں قدم میرے پیمبرؐ کے ریاضؔ
کس قدر خوش بخت ہے پھولوں بھری وہ سرزمیں

ہر قیادت آپؐ کی مرہونِ منّت ہے ریاضؔ
قائدِ کون و مکاں ہیں وہ امام المرسلیںؐ

❁❁❁

کرم کے موسمِ خوش رنگ ہیں اسمِ گرامی میں
ستارے زرفشاں ہیں آپؐ کی خیر الانامی میں

درِ سرکار پر میں گفتگو کرتا ہوں اشکوں سے
غلامی کے ہزاروں رنگ ہیں میری غلامی میں

رعایا آپؐ کی ہوں آپؐ کی چوکھٹ پہ رہتا ہوں
مجھے شامل رکھیں آقاؐ مدینے کے مقامی میں

مدینے کے نقوشِ سبز رکھتے ہیں کتابوں میں
بہت سے اشک بھی شامل ہیں بچوں کے سلامی میں

سنا کر روضۂ اطہر پہ میری نعت آئی ہے
زمانہ ہو گیا شامل صبا سے ہمکلامی میں

مجھے کامل یقیں ہے آپؐ کے انوار و رحمت سے
کہوں گا نعت مَیں بھی ایک دن اسلوبِ جامی میں

مری ہر نسل کی آنگن میں مہکیں گی ہری کلیاں
بہت سے پھول خوشبودار ہیں دستِ پیامی میں

❁❁❁

قطعہ

عمرِ عزیز منتشر ہونا نہیں کبھی
اگلے برس بھی جشنِ ولادت منائیں گے
اگلے برس بھی رقص کرے گا یہی قلم
اگلے برس بھی چاند ستارے اگائیں گے

فردیات

صبا رختِ سفر باندھے کھڑی ہے منتظر آقاؐ
ارادہ اس برس بھی خُلدِ طیبہ کے سفر کا ہے

❁❁❁

نعت تعلق بالرسالت کا شعری اظہار ہے۔ اس اعتبار سے اس کے دو بنیادی پہلو ہیں: فکری اور جمالیاتی۔فکری پہلو تعلق بالرسالت کا اعتقادی متن ہے جس میں عرفانی، اعتقادی، ایمانی جہات کے ساتھ ساتھ محبت و وابستگی، تعظیم و توقیر اور اتباعِ سیرت کے پہلو شامل ہیں۔ناعتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی دینی و ایمانی وابستگی کے ساتھ ساتھ اپنی روحانی و جذباتی وابستگی کا اظہار بھی نعت کے ذریعے کرتا ہے۔ریاض حسین چودھری کا اکیسواں مجموعۂ نعت ''نصابِ غلامی'' تعلق بالرسالت کے ان تمام پہلوؤں کا جامع ہے۔ والہانہ تعلق اور اس کا والہانہ اظہار، عرفانی تصورِ رسالت، کلامی و اعتقادی پختگی، گہری وابستگی، سیرت و اسوہ کی جامعیت، ختمِ رسالت، اور عصرِ رواں کے مصائب، مسائل اور آلام کا حل بارگاہِ رسالت میں عرض گزارنا ''نصابِ غلامی'' کے اہم مضامین ہیں۔فکری اظہار کے ساتھ ساتھ نعت ایک جمالیاتی اظہار بھی ہے۔اس اعتبار سے نعت کی اپنی لفظیات ہیں۔اس کا مخصوص تشبیہی اور استعاراتی نظام ہے جو شعریاتِ نعت کو جمالیاتی تقدیس سے ہم کنار کرتا ہے۔ریاض حسین چودھری اس باب میں خاص انفرادیت کے حامل ہیں۔ان کی تشبیہیں اور استعارے تر و تازہ ہیں اور وہ اپنے گرد و پیش میں پھیلی کائناتِ جمال میں جمالِ رسالت کی جھلکیاں تلاش کر لیتے ہیں۔''رنگ، خوشبو، پھول، شبنم، روشنی'' ہر دل نشیں چیز ان کے ہاں مدحتِ مصطفےٰؐ کا حوالہ ہے۔بایں ہمہ نئے ذائقے اور تازہ مضامین کی شاعری ہونے کے باوجود ان کا سارا کلام شعریاتِ نعت کی تقدیسی روایت میں پیوست ہے اور کہیں بھی ان کی جدت طرازی ان کے شعر میں عامیانہ پن پیدا نہیں ہونے دیتی۔ریاض حسین چودھری کی شاعری نعت میں طرزِ نو تلاش کرنے والوں کے ''نصابِ غلامی'' ہونے کے ساتھ ساتھ نصابِ نعت گوئی بھی ہے۔

ڈاکٹر صاحبزادہ احمد ندیم